مریم عزیز

دھوپ کے اُس پار

جب اس نے تیسری دفعہ دروازے سے اندر جھانکا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے قرآنِ مجید بند کر دیا۔

"حمنہ بیٹا! اندر آجاؤ۔" ان کے بلانے پر وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتی ہوئی ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"کچھ بات کرنا تھی مجھ سے۔" ان کی جتاتی ہوئی مسکراہٹ محسوس کر کے اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"سوچ رہی ہوں، کتنے کپڑے لے کر جاؤں؟" انہوں نے کہنے کے ساتھ دزدیدہ نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔ جہاں غصے کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔

استری شدہ چار جوڑے نکال کر انہوں نے بیڈ پر رکھے اور خود بھی وہیں بیٹھ گئیں "ہوں میرا خیال ہے تین چار جوڑے اور رکھ لیتی ہوں تمہارا کیا خیال ہے؟"

انہوں نے جوڑوں پر سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا جو بہت غصے میں معلوم ہو رہی تھی۔

"واہ! آپ یہ سب مجھے تنگ کرنے کے لیے کر رہی ہیں۔"

"ارے!" انہوں نے حیرت کا مظاہرہ کیا "میں بھلا ایسا کیوں کروں گی؟"

مکمل ناول

"پھر جب میں نے آپ کو منع کیا ہے' آپ کو نہیں جانا تو آپ اتنے کپڑے کیوں نکال رہی ہیں۔
"اچھا میرے نہ جانے کی ایک بھی معقول وجہ بتا دو۔ میں نہیں جاتی۔" وہ دونوں ٹانگیں بیڈ پر سمیٹے ہوئے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ اس نے تیزی سے دماغ کو الرٹ کر کے معقول وجوہات تلاش کرنے کی کوشش کی پر ہمیشہ کی طرح غصے میں اس کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ انگلیاں چٹخاتے ہوئے جونہی اس کی نظر ان کے مسکراتے چہرے پر پڑی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے تاثرات کو نارمل کیا۔
"سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ میں نہیں چاہتی اور آپ جانتی ہیں' آپ کے جانے سے میں اداس ہو جاؤں گی۔" اس کے روٹھے لہجے پر انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر قریب کر لیا۔
"بیٹا! وہ تمہارے تایا کا گھر ہے جتنا حق تم لوگوں کا ہے اتنا ان کا بھی ہے۔"
"دادو! میں یہ تو نہیں کہہ رہی کہ آپ وہاں مت جائیں۔ ضرور جائیں پر رات کو آجائیں وہاں رہنا نہیں۔"
"مرغے کی وہی ایک ٹانگ۔" انہوں نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔
"مجھے پتا ہے آپ تایا جی کے گھر جائیں گی تو وہ آپ کو آنے نہیں دے گا۔" اس کے روٹھے لہجے پر وہ ہنس پڑیں۔
"وہ کون؟" انہوں نے شرارتی انداز میں اسے دیکھا اور پیار سے اس کا گال سہلایا۔
"بیٹا! جتنا پیار تم مجھ سے کرتی ہو' اتنا وہ بھی کرتا ہے۔"
"جی نہیں۔ مجھ سے زیادہ نہیں کر سکتا۔"
"چلو مان لیا۔" اس کے انداز پر وہ ہار مانتے ہوئے بولیں۔ "لیکن میں تم دونوں سے ایک جتنا پیار کرتی ہوں۔ اگر تم میری لاڈلی ہو تو وہ بھی میرا لاڈلا ہے اور دو ماہ سے اسے دیکھا بھی نہیں۔ اس کے بغیر میرا دل بھی اداس ہے۔"
اب کی بار اس نے کچھ نہیں کہا' چپ چاپ اپنے ناخنوں سے کھیلتی رہی۔
"کچھ دن اس کے پاس رہوں گی پھر اپنی بچی کے پاس واپس آجاؤں گی ٹھیک ہے؟" انہوں نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا تو بڑی مشکل سے اس نے مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا لیا۔

☆ ☆ ☆

"ماں باپ سے مل کر آتے ہوئے سیدھے ادھر آ کر کپڑے بیگ میں رکھتے ہوئے صاف بیگ ... جو آنکھیں بند کیے راکنگ چیئر پر آگے پیچھے جھول رہا تھا۔
"ادھر ادھر جانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی ... ایئرپورٹ پر سارا گھر اسی طرح میرے استقبال کے لیے ... تھا۔ جیسے میں دو ماہ بعد نہیں' دو سال بعد واپس آ رہا ہوں۔" وہ اب بھی آنکھیں بند کیے جھول رہا تھا۔
"تم سے پیار جو کرتے ہیں۔" انہوں نے بیگ بند کر دیا۔ "یہ باہر کیا ڈرامہ کر رہے تھے' سارے خاندان کو گھر کے مالی ڈرائیور تک کا تم نے ذکر کر دیا اور نہیں پوچھا تو ... کا۔" وہ بڑے غور سے اسے دیکھ رہی تھیں جس نے اب جھولنا بند کر دیا تھا۔
"ہاں تو صحیح ہے۔ میں نے اسے مس نہیں کیا۔"
"بکو مت۔ مجھے بھلا تمہارا پتا نہیں کہ تم ایئرپورٹ سے سیدھے یہاں کیوں آ رہے ہو۔"
"یہ اچھا الزام ہے دادو! وہاں میں نے کہا میں دادو سے ملنے جا رہا ہوں تو ممایا پاشروع ہو گئے۔ ہمیں پتا ہے کہ تم دادو سے ملنے جا رہے ہو یا حمنہ سے اور یہاں آپ کہہ رہی ہیں کہ میں آپ کے بجائے اس کے لیے آیا ہوں۔"
"میں نے تو حمنہ کا نام بھی نہیں لیا۔" ان کے شرارتی انداز پر وہ گڑبڑا کر رہ گیا پھر جلدی سے بولا۔
"نام نہیں لیا پر مطلب تو وہی تھا نا!"
"بیٹا! میرے مطلب کو تم نہیں سمجھ سکتے۔ ادھر آؤ میرے پاس۔"
وہ اٹھ کر ان کے قریب آ گیا۔ "تم جانتے تھے نا کہ وہ کاریڈور میں کھڑی تھی' اس لیے تم نے اسے چڑانے کے لیے اس کا نام نہیں لیا۔" اب کی بار وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔
"کیوں تنگ کرتے ہو اسے؟"
"میں تنگ کرتا ہوں اسے دادو؟ جب وہ جانتی تھی کہ میں آ رہا ہوں تو اسے کیا ضرورت تھی اپنی دوست کی طرف جانے کی؟" اب کی بار وہ چپ ہو گئی تھیں کیونکہ غلطی حمنہ کی تھی۔
"تم لوگوں کی لڑائیاں اللہ ہی جانتا ہے۔ چلو بیگ اٹھاؤ' میری بچی آ گئی تو اس کا دل برا ہو گا۔"
"بچی کی کتنی پروا ہے۔" اس کے منہ بنانے پر انہوں نے زور سے اس کے شانے پر تھپڑ لگایا تھا۔

☆ ☆ ☆

... مار تنگ۔" اس کی شوخ آواز ...
مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو گیلے بالوں ...
... ہوئے ڈائننگ روم میں داخل ہو ...
"ہیلو مس۔" کرن کے قریب بیٹھتے ...
... دیا۔ پانی کی بوندیں اخبار پڑھتی کرن ...

... صبح صبح تو اپنی حرکتوں سے باز ...
... سے منہ پر ہاتھ پھیرا۔
... صبح کہاں ہے' دوپہر کے بارہ بج ...
... آپ کے منہ پر بھی۔" اس نے ...
... جنہوں نے کرن کا غصیلا چہرہ دیکھ ...
... گھورا۔
"کہاں جا رہی ہیں باجی؟"
"جہنم میں۔" وہ غصے سے اس کا ...
... نکل گئی۔
"یہ باجی کو ہوا کیا ہے؟"
"تمہارے باپ کا دوست افضل ...
اس کا انتقال ہو گیا ہے اس لیے ...
ہیں۔ دو دن تک آئیں گے۔ کرن ...
... ہے۔"
"اچھا۔" وہ سر ہلا کر ریفریجریٹر ...
"یہ تم نے بالوں کو کیا کیا ہے ...
... دادی کو دیکھا جو ناقدانہ انداز ...
... تھیں۔ اس نے مسکرا کر اپنا بال ...
"اچھی لگی دادو! میرے دوستوں ...
مجھے نیو لک کی ضرورت تھی ...
... ہے۔" اس نے چائے کی ...
... چائے کپ میں ڈالتے ہوئے ...
... سکتا تھا۔
"بال اب کٹوائے جا سکتے ہیں ...
"جی کٹوائے تو جا سکتے ہیں ...
مجھے اپنے نئے کلیکشن کے ...
... لائل کے ساتھ کیا ہے ...
اس کے پریشان ہونے پر ...
"مجھے تو تم ہر حال میں ...
اعتراض ہو سکتا ہے؟" ان ...
... سامنے بنایا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہار نگ۔ "اس کی شوخ آواز پر صالحہ بیگم نے
ہوئے اسے دیکھا جو گیلے بالوں کو تولیے سے
ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تھا۔
۔"کرن کے قریب بیٹھتے ہی اس نے بالوں کو
پانی کی بوندیں اخبار پڑھتی کرن کے چہرے پر پڑی

بجیو صبح صبح تو اپنی حرکتوں سے باز آجایا کرو۔" اس
سے منہ پر ہاتھ پھیرا۔
واری۔ دوپہر کے بارہ بج رہے ہیں گھڑی پر بھی
صبح کہاں ہے منہ پر بھی۔" اس نے قہقہہ لگا کر صالحہ بیگم کو
انہوں نے کرن کا غصیلا چہرہ دیکھ کر اسے نادیبی انداز
گھورا۔

"کہاں جا رہی ہیں باجی؟"
"جہنم میں۔" وہ غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکتی ہوئی باہر
گئی۔

"باجی کو ہوا کیا ہے؟"
"تمہارے باپ کا دوست افضل شاید تم جانتے ہو۔
کا انتقال ہو گیا ہے اس لیے نیلوفر اور عثمان کراچی گئے
ہیں۔ دو دن تک آئیں گے۔ کرن کا موڈ اسی لیے خراب
ہے۔"

"اچھا۔" وہ سرہلا کر بریڈ پر جام لگانے لگا۔
"یہ تم نے بالوں کو کیا کیا ہے؟" اس نے نظریں اٹھا کر
دادی کو دیکھا جو ناقدانہ انداز میں اس کا جائزہ لے رہی
تھیں۔ اس نے مسکرا کر اپنا بایاں ہاتھ بالوں پر پھیرا۔
"کیوٹ سی دادو! میرے دو تین ایڈز ایسے تھے جن میں
مجھے نیو لک کی ضرورت تھی۔ اس لیے بال بڑھانے
پڑے۔" اس نے چائے کی کیتلی اپنی طرف کھسکالی۔
چائے کپ میں ڈالتے ہوئے بھی وہ ان کی نظریں محسوس کر
رہا تھا۔

"ہاں اب کٹوائے جاسکتے ہیں۔" وہ ہنس پڑا تھا۔
"ہی کٹوائے تو جاسکتے ہیں لیکن جس برانڈڈ کمپنی نے
مجھے اپنے نئے کلکشن کے لیے سائن کیا ہے' وہ اس ہیر
اسٹائل کو کیا ہے یا ... اچھا نہیں لگ رہا؟"
اسے پریشان ہوتے پر وہ کھل کر مسکرائیں۔
"مجھے تو ... کہاں پر کسی کو
اعتراض ہو سکتا ہے؟" ان کے ... کی پر زور دینے پر اس نے

"اے تو میں کسی حال میں اچھا نہیں لگتا۔"
"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ تھوڑی سی چونسو ہے
اور تھوڑی سی ضدی۔"
اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔
"تھوڑی سی دادو اتو ہے بھی تو اس کی اکڑ ہے۔ وہ مجھ پر
اعتراض کر سکتی ہے جبکہ میں اسے اتنی سی بات نہیں کہہ
سکتا۔" وہ اب ٹشو سے ہاتھ صاف کر رہا تھا سیل فون کی
بیل پر وہ اٹھ کر صوفے کی طرف بڑھا۔ اسکرین پر حمنہ کا
نام جگمگا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی خوب صورت
مسکراہٹ آئی تھی۔

"آپ کی کریک پوتی کا فون ہے۔" اس نے فون کی
طرف اشارہ کر کے کال ریسیو کر لی۔ "وعلیکم السلام۔ جیتی
رہو' سدا سہاگن رہو۔" دوسری طرف سے جانے کیا کہا
گیا تھا جو اس کے چہرے پر مزہ لینے والی مسکراہٹ پھیل گئی
تھی۔

"میرے بغیر اداس ہو گئی تھیں۔ تمہاری اطلاع کے
لیے بتا دوں' یہ میرا سیل فون ہے۔ اس لیے اب بہانے

سنجیو کپور کی کتاب "کھانا خزانہ" کی کامیابی
کے بعد لذیذ کھانوں کی ترکیبیں
انڈین کھانے
سنجیو کپور
قیمت : 250/- روپے
ڈاک خرچ : 30/- روپے
آج ہی گھر بیٹھے منگوانے کے لئے
280/- روپے کا منی آرڈر یا ڈرافٹ
ارسال کریں۔
منگوانے کا پتہ
مکتبۂ عمران ڈائجسٹ
37۔ اردو بازار۔ کراچی

UrduPhoto.com

کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ تم نے میرے لیے فون کیا ہے۔" وہ مسکرا رہا تھا "اگر ایسی بات ہے تو لینڈ لائن کی سہولت موجود ہے۔ وہاں فون کرلیتیں میرے سیل پر کیوں فون کیا ہے؟" وہ ایک دم غصے سے بولا تو صالحہ بیگم نے تیزی سے اٹھ کر اس سے فون لیا پر شاید وہ بند ہو چکا تھا۔

"یہ آپ کی پوتی خود کو سمجھتی کیا ہے۔ اگر اسے بات نہیں کرنی تو میں مرا نہیں جارہا ہوں اس سے بات کرنے کے لیے۔" وہ ان سے شکایت کرنے کے بعد اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا۔ اس کا اترا چہرہ دیکھ کر انہیں کافی افسوس ہوا تھا۔ اگلے ہی پل ان کی انگلیاں حمنہ کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

"حمنہ۔" فائزہ کی آواز پر وہ برش کرتی ہوئی باہر نکلی۔
"ضیغم آیا ہے۔"
"کیوں؟" وہ بڑی مشکل سے بولی اور جلدی سے واپس اندر گھس گئی۔ منہ دھو کر باہر نکلی تو وہ اس کے انتظار میں کھڑی تھیں۔
"تمہیں لینے آیا ہے۔"
"میرا دماغ خراب ہے جو میں اس کے ساتھ جاؤں گی۔" وہ اب بال کھول کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔
"میرا خیال ہے، تمہاری دادو نے بھیجا ہے، بہرحال اگر تم جانا نہیں چاہتیں تو میں اسے منع کر دیتی ہوں۔"
"ماما!" ان کے مڑتے ہی وہ بے ساختہ بولی۔ "اب دادو نے بلایا ہے تو جانا ہی پڑے گا۔" انہوں نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ کو روکا "میں پانچ منٹ میں آتی ہوں۔" وہ تیزی سے وارڈ روب کی طرف مڑی تو وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئیں۔ پورے سات منٹ بعد جب وہ لاؤنج میں پہنچی وہ بالکل خالی تھا۔
"وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔" اس خیال نے اس کے اندر تک غصہ بھر دیا وہ واپس مڑنے والی تھی جب اس کے قہقہے [illegible] گاڑی کے پاس بلال کے ساتھ کھڑا تھا وہ قصداً اسے نظر انداز کر [illegible]
"بلال بھائی! آپ بھی چلر لگا لیا کریں۔" اس کے [illegible]

شکوے پر وہ مسکرا دیا۔
"لگاؤں گا یار! ویسے تمہارا شو کافی زبردست تھا۔"
"آپ نے دیکھا؟"
"آف کورس یار! بلکہ ماما اور حمنہ بھی میرے ساتھ بیٹھی تھیں۔ میں تو جلدی اٹھ گیا تھا۔ حمنہ نے شاید پورا دیکھا تھا۔" اس کی طرف نہ دیکھنے کے باوجود وہ اس کی نظریں خود پر محسوس کر سکتی تھی۔
"واقعی۔" وہ اب مسکرا رہا تھا۔ اسے جی بھر کر کوفت ہوئی۔ اس کا جھوٹ کھل گیا تھا۔ جو وہ اکثر بولتی تھی کہ وہ اس کا کوئی شو نہیں دیکھتی۔
"سنا ہے کوئی ڈرامہ بھی سائن کر رہے ہو؟"
"ابھی سوچ رہا ہوں۔ ڈیٹس کا مسئلہ ہے۔" اب اس نے شرارت سے دیکھا اور اگلے ہی پل اس کی آنکھیں شدید حیرت کے تحت معمول سے زیادہ کھل گئی تھیں۔ اس کی پھٹی پھٹی نظریں دیکھ کر اسے بڑے زور کی ہنسی آئی تھی۔
"میرا خیال ہے چلنا چاہیے۔ دادو انتظار کر رہی ہوں گی۔" وہ بلال سے ہاتھ ملا کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ گاڑی گیٹ سے نکل کر مین روڈ پر آئی تو اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جہاں لمبے بالوں کو جل سے سنوار کر پونی کی شکل میں باندھا گیا تھا۔ ضیغم نے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ کو روکا اور گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے دیکھنے پر اس نے نظریں گھما لیں۔
"ہم دو ماہ بعد فیس ٹو فیس مل رہے ہیں۔ نہ سلام نہ دعا نہ میرا حال پوچھا ہے۔ تم ایسے منہ بند کر کے بیٹھی ہو جیسے تمہارے منہ میں زبان ہی نہیں۔"
"جی نہیں، میرے منہ میں زبان ہے اور کافی لمبی ہے۔" اس کے تڑخ کے بولنے پر وہ ایسے مسکرایا جیسے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہو۔
"یہ تو مجھے پتا ہے پر۔۔۔" اس نے مزید بتایا تو وہ جھنجلا کر سامنے دیکھنے لگی۔
"تم نے مجھے مبارک باد بھی نہیں دی۔ اتنا کامیاب میرا شو تھا۔ اتنے سارے ماڈلز میں سے مجھے بہترین کا خطاب دیا گیا۔"
"میں نہیں سمجھتی، یہ خرافات مبارک باد کی مستحق ہوتی ہیں۔"
"آخری اطلاع جو مجھے ملی ہے، اس کے مطابق تو آپ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

بیٹھ کر یہ خرافات دیکھتی رہی

بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" اس نے

ہو تو مان لیتا ہوں۔" اس کا انداز ایسا تھا جیسے
کر رہا ہو۔ اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا
مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

✿ ✿ ✿

کو فون کر رہی ہو" کرن کے پوچھنے پر جھنجلا

مسلسل انگیج جا رہا ہے۔"
"صالحہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔
ذکر رہی ہوں دادو نو بج رہے ہیں کل زویا کی
مجھے گفٹ بھی لینا ہے اور کل کی تیاری بھی کرنی

تمہارے تایا تو لیٹ آئیں گے۔ کرن! ضیغم کو
بیٹا!"
آج اس کی شوٹ تھی۔ حمنہ کو چھوڑ کر وہ نکل گیا
کہہ رہا تھا آج لیٹ آئے گا۔"
"یاد آنے پر انہوں نے سرہلایا۔
تمہیں۔ آج یہاں رہ جاؤ' یہ بھی تو
بلکہ یہی تمہارا گھر ہے۔" کرن کے شرارتی
اس نے سر جھکا لیا۔
گفٹ کا مسئلہ ہے تو کل میں تمہارے ساتھ بازار
اور پھر وہیں سے زویا کی طرف چلی جانا۔" کرن
کے بہانے کو دو منٹ میں ختم کر ڈالا۔
گھر میں کہہ کر نہیں آئی اور کپڑے بھی نہیں
اس نے ایک اور بہانا بنایا۔
دادو ابھی چاچو کو فون کر دیتی ہیں۔ بس دادو
کریں۔" کرن نے نمبر ڈائل کر کے اپنا سیل فون انہیں
اور جہاں تک کپڑوں کی بات ہے۔ اس دفعہ ضیغم
بہت اچھا سوٹ لایا ہے زویا کی طرف
ہاں۔" وہ سرہلا کر رہ گئی۔
تمہارے ... جا رہی
دادو کے جانے کے بعد کرن بھی کچن میں چلی گئی۔
مسلسل ... سوچ میں تھی

وہ جانتی تھی گھر میں کسی کو اعتراض نہیں ہو گا پر اسے یہاں رہنا عجیب لگ رہا تھا۔
"کہاں گم ہو؟" اس نے چونک کر دیکھا۔ کرن چائے کا کپ لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔
"ضیغم کے بارے میں سوچ رہی تھیں؟"
"اوں ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کپ تھام لیا۔
"اسے کیا دیکھ رہی ہیں؟" اسے مسلسل مسکراتا دیکھ کر وہ جھنجلا کر بولی۔
"بھئی تمہیں نہیں میں تو اپنی ہونے والی بھابھی کو دیکھ رہی ہوں۔ اتنا لاڈلا اور نخریلا میرا بھائی ہے۔ ہم سب اس کے لاڈ اٹھاتے ہیں پر وہ تمہارے نخرے اٹھاتا نہیں تھکتا۔ برداشت اس میں ذرا بھی نہیں پر تمہاری بڑی سے بڑی بات آرام سے ہضم کر جاتا ہے۔ دیکھ رہی ہوں ایسی کیا بات ہے تم میں؟" کرن کا انداز عجیب سا تھا پر اس کا دھیان اس کے الفاظ پر تھا۔ ایک خوب صورت سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی تھی۔
یہ سچ بھی تھا۔ وہ واقعی ہر دل عزیز تھا اور جب سے اس نے شوبز جوائن کیا تھا۔ لوگوں نے اسے ساتویں آسمان پر چڑھا رکھا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے معاملے میں وہ واقعی کیئرنگ تھا۔ وہ اس کی چاہت سے آگاہ تھی اور قدر بھی کرتی تھی۔ لیکن ضیغم کے شوبز جوائن کرنے پر اسے بہت برا لگا تھا اور اس بات پر ان کی اکثر تکرار بھی رہتی تھی۔ دفعتاً فون کی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ کرن اپنے موبائل پر بات کر رہی تھی۔
"ضیغم کا تھا۔" فون بند کر کے اس نے اسے بتایا۔
"تمہارا پوچھ رہا تھا' ابھی دس منٹ میں پہنچ رہا ہے۔" اس نے چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھ دیا۔
"میں سونے جا رہی ہوں۔"
"رکو' وہ آ رہا ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا تو کرن کندھے اچکا کر رہ گئی۔

✿ ✿ ✿

وہ بڑے موڈ میں گنگناتا ہوا کچن میں داخل ہوا لیکن وہاں بشیر کو اپنی بیوی کے ساتھ کام کرتا دیکھ کر اس کی گنگناہٹ تھم گئی۔
"کچھ چاہیے تھا بیٹا؟"
"نہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے واپس مڑ گیا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"تو بیٹا!" صالحہ بیگم اسے دیکھ کر مسکرائیں جبکہ اس کی متلاشی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

"گھر میں کوئی نظر نہیں آ رہا۔" وہ ان کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔ "کرن یونیورسٹی گئی ہے۔ حمنہ لان میں ہے۔"

"ہوں۔" وہ قدرے ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا۔

"تم کہیں باہر جا رہے ہو؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنے خوبرو پوتے کو دیکھا۔

"ایک ایڈ کی شوٹ ہے۔" وہ اب سیل فون پر میسج چیک کر رہا تھا۔ "حمنہ باہر اکیلی کیوں بیٹھی ہے؟"

"ناراض ہے۔"

"کیوں؟" وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

"زویا اس کی دوست کا، تمہیں پتا ہوگا۔ آج اس کی سالگرہ ہے کرن نے کل یہ وعدہ کر کے روک لیا تھا کہ وہ اسے کل ساتھ لے جائے گی پر اب کی کسی دوست کا فون آ گیا۔ وہ چلی گئی۔ اس نے بلال کو فون کیا ہے مگر وہ بزی ہے اور افضال کا موبائل آف ہے۔" ان کے بتانے پر وہ گہرا سانس لے کر کھڑا ہو گیا۔

"اگر وہ میرے ساتھ جانا پسند کرے تو میں اسے لے جاتا ہوں۔"

"پر تمہاری شوٹنگ؟"

"منع کر دیتا ہوں۔" انہوں نے غور سے اپنے پوتے کو دیکھا اور مسکرا کر خالدہ کو آواز دینے لگیں۔

"خالدہ! ذرا حمنہ کو بلانا۔"

اس دوران وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"آپ نے بلایا دادو!" وہ پھولے ہوئے منہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

"ضیغم کہہ رہا ہے، وہ تمہیں بازار لے جاتا ہے اور وہاں سے زویا کے گھر چھوڑ دے گا۔" اس نے نظر گھما کر ضیغم کو دیکھا جو دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"زویا نے مجھے چھ بجے کا ٹائم دیا تھا۔ اب تو ساڑھے چار [illegible]"

"بہت ٹائم ہے۔ تم نے صرف گفٹ ہی لینا ہے۔"

"مجھے تیار بھی ہونا ہے [illegible] جائیں گے۔" [illegible] صالحہ بیگم کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو [illegible] میرا قصور ہے [illegible]

"جاؤ حمنہ تیار ہو جاؤ۔ تین منٹ تو تم نے ویسے بھی ضائع کر دیے ہیں۔" صالحہ بیگم کے ٹوکنے پر وہ تیزی سے واش روم کی طرف بڑھ گئی تو وہ بھی باہر نکل گیا۔ اسے تیزی سے کار کی طرف بڑھتا دیکھ کر اس نے گھڑی دیکھی۔ دس منٹ میں ابھی دو منٹ باقی تھے۔

"چلو۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولی۔

"سوٹ تو بڑا زبردست پہن رکھا ہے۔" گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی اس نے کہا تو وہ جواب دیے بغیر بیگ میں جھانکنے لگی کیونکہ یہ سوٹ اسی نے گفٹ کیا تھا۔ ضیغم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا جو جھک کر اپنے جوتے کے اسٹرپ بند کر رہی تھی۔

"جلدی جلدی کے چکر میں لگتا ہے، تم نے منہ پر دھیان ہی نہیں دیا۔" اس نے چونک کر ضیغم کو دیکھا۔ "لپ اسٹک کا کلر اور آئی لائنر وہ تو بالکل زگ زیگ لگ رہا ہے۔" حمنہ اسے ہی دیکھ رہی تھی جو کافی سنجیدہ لگ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے بیگ سے شیشہ نکالا۔ اس نے باری باری دونوں آنکھیں دیکھیں پہلے دائیں آنکھ بند کر کے بائیں اور پھر بائیں بند کر کے دائیں کو دیکھا جبکہ اس دوران اس نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا جب خود سے تسلی نہ ہوئی تو وہ اس کی طرف مڑی۔

"ضیغم! پلیز ٹھیک سے دیکھو کہاں سے خراب ہے۔"

ضیغم نے گاڑی سائیڈ پر روک دی اور مڑ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا جو آنکھیں بند کیے اس کی نشاندہی کی منتظر تھی۔ کتنے ہی پل خاموشی سے گزر گئے تو اس نے جھنجلا کر آنکھیں کھولیں۔ کچھ دیر تو وہ اسے دیکھتی رہی پھر اس کا چہرہ یکدم سرخ ہوا اس نے نظریں جھکا کر رخ موڑ لیا۔

"بہت فضول آدمی ہو تم۔" وہ دھیمی آواز میں بولتی ہوئی بیگ کی زپ بند کرنے لگی۔ اس کے ہاتھوں کی لرزش دیکھ کر اس نے بھی سر جھٹکا۔

"بھتنی لگ رہی ہو آنکھوں پر کالک کا پہاڑ کھڑا کر رکھا ہے۔" اس کے چڑانے والے انداز پر وہ خاموش رہی۔

"کیا لو گی؟" مارکیٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا [illegible] تو۔

"دیکھ رہی ہوں۔" وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی۔

"یہ کینڈل سیٹ کیسا رہے گا؟"

"بکواس۔" اس نے منہ بنایا اور پھر وہ جو بھی پوچھتی

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

بے منہ بنانے لگتا۔

"تم رہنے دو۔ میں خود ہی پسند کر لوں گی۔" تنگ آ کر وہ دوسری طرف مڑ گئی۔

"جلدی کرو ساڑھے پانچ تو بج گئے ہیں۔" پیچھے سے ضیغم کی آواز پر وہ جلدی سے شیلف پر نظریں دوڑانے لگی۔ گلابی کپڑوں والی گڑیا اسے بے حد پسند آئی تھی۔ وہ لے کر کاؤنٹر کی طرف آ گئی۔ تب ہی لڑکیوں کی ہلکی سی چیخوں پر اس نے سرسری انداز میں اپنے دائیں طرف دیکھا اور پھر پوری آنکھیں کھول کر منظر کو سمجھنے کی کوشش کی۔ ان پانچ لڑکیوں کے گھیرے میں وہ مسکراتا ہوا ضیغم ہی تھا۔

"پچھلے دنوں آپ نے جو شو کیا تھا۔ بہت زبردست تھا۔ آپ کی وجہ سے میرے بھائی نے وہ ڈریس خریدا تھا۔" اس لڑکی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ضیغم کے گلے ہی لگ جائے اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا گلا دبا دیتی۔

"اور یہ ہیر اسٹائل یو لکنگ گریٹ۔" اب دوسری فدا ہوتی نظروں سے اس کے لمبے بالوں کو دیکھ رہی تھی۔ ان پانچوں کے علاوہ اس کی نظریں دانت نکالتے ضیغم پر بھی تھیں۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنی نظریں وہاں سے ہٹائیں۔ پیسے کاؤنٹر پر رکھ کر گفٹ اٹھا کر وہ باہر نکل آئی تین منٹ بعد وہ گاڑی میں تھا۔

"بتائے بغیر آ گئیں اور میں وہاں تمہیں ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔"

"اچھا فرصت مل گئی تھی مجھے ڈھونڈنے کی۔" اس کے جلے ہوئے انداز پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"لڑکیوں کے درمیان بڑے دانت نکلتے ہیں تمہارے۔" وہ ایک دم قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تو اس نے قہر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"جلنے کی بو یہاں تک آ رہی ہے۔" اس نے بایاں ہاتھ اسٹیئرنگ سے اٹھا کر اپنی ناک کو بند کیا۔

"ہونہہ! جلتی ہے میری جوتی۔"

"ظاہر سی بات ہے تمہاری جو ہے۔" وہ بھی دوبدو جواب دے رہا تھا۔

[illegible]

"کم آن یار! تمہارا اتنا پوزیسو ہونا میں سمجھتا ہوں۔ پر تمہارا فیانسی [illegible] اور تو نہیں ہو سکتا اور پھر تمہیں تو فخر کرنا چاہیے کہ تم ایک سلیبرٹی کی ہونے والی بیوی ہو۔"

"میرے نزدیک اس میں فخر کرنے والی کوئی بات نہیں۔" وہ سخت لہجے میں کہہ کر چپ ہو گئی۔ مگر غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔

"چھ بج گئے ہیں۔ پہنچتے پہنچتے سات بج جائیں گے۔ وہاں لڑکیوں کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ٹائم بھی دیکھ لیتا تھا۔" اس کی باتوں اور انداز پر اسے غصہ تو بہت آ رہا تھا پر وہ لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

"چھ بجے کے بعد کیا وہ 'اندر آنا منع ہے۔' کا بورڈ لگا دے گی۔ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں خود اندر جا کر تمہاری دوست سے ایکسکیوز کر لوں گا۔" اس کے مسکرانے پر وہ ترخ کر بولی۔

"بڑی مہربانی تمہاری۔ تمہاری فین کو تمہارے ساتھ سے فخر محسوس ہوتا ہو گا مجھے نہیں۔ تمہیں کیا لگتا ہے تمہیں ساتھ لے جا کر میں نے اپنی بے عزتی کروائی ہے۔" اس نے کچھ اس انداز میں کہا کہ مصلحت کی ساری کوشش دھری کی دھری رہ گئی۔ وہ پوری طرح سلگ اٹھا تھا۔ اس نے گاڑی جھٹکے سے روکی۔

"میرے ساتھ جانا تمہیں اپنی بے عزتی لگتا ہے؟" اس کے سلگتے انداز پر وہ اسی طرح ہونٹ بھینچے بیٹھی رہی۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر گاڑی اسٹارٹ کر دی وہ گاڑی جس اسپیڈ سے چلا رہا تھا' دوبار ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ خوفزدہ ہونے کے باوجود وہ اسے روک نہیں سکی تھی۔ گاڑی گھر کے گیٹ کے آگے رکی تھی۔

"اترو نیچے۔" اس کے لہجے سے جھلکتے غصے پر وہ اندر ہی اندر ڈر گئی تھی۔

"مجھے میرے گھر چھوڑ کر آؤ۔"

"میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔ آرام سے اتر جاؤ ورنہ زبردستی باہر نکال دوں گا۔" بے عزتی کے احساس نے اس کا چہرہ سرخ کر ڈالا تھا۔ وہ جھٹکے سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

رات ایک بجے جب وہ گھر میں داخل ہوا تو سارا گھر مکمل خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ تھکے تھکے انداز میں اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر کچھ سوچ کر دادو کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت تک وہ سو جاتی تھیں لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں اس نے ہلکی سی دستک دے ڈالی۔

"آ جاؤ۔" دادو کی آواز پر وہ حیران ہوتا ہوا اندر داخل

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہوا۔ ان پر سے ہوتی ہوئی اس کی نظر ان کے ساتھ بیٹھی حمنہ پر گئی جس کی سرخ آنکھیں بتا رہی تھیں وہ روتی رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اس نے کمبل منہ تک لے لیا۔ وہ خاموشی سے بیڈ کے قریب رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ اب تک سوئیں نہیں۔"

"جس کے تم جیسے نالائق پوتا پوتی ہوں وہ کیسے سو سکتا ہے۔ تمہارے ماں باپ یہاں نہیں' اس کا مطلب یہ نہیں کہ جب تمہارا جی چاہے تم منہ اٹھا کر گھر آ جاؤ۔ کیا یہ شریف لوگوں کے گھر آنے کا وقت ہے؟" ان کا غصہ محسوس کر کے اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ "اور یہ تم حمنہ کو اس کی دوست کے گھر چھوڑنے گئے تھے' کیوں نہیں لے کر گئے؟" ان کی بات پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"اس نے آپ کو یہ تو بتا دیا کہ میں اسے لے کر نہیں گیا۔ آپ نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں لے کر گیا؟"

"تم بتاؤ مجھے؟" اس کا غصیلا انداز محسوس کر کے وہ رسان سے بولیں۔

"کیونکہ اسے میرے ساتھ جانے سے اپنی بے عزتی محسوس ہوتی ہے۔"

"حمنہ۔" انہوں نے ملامتی انداز میں اسے پکارا۔ تو وہ کمبل کے اندر کسمسا کر رہ گئی۔

"دادو! اس سے پوچھیں' یہ وہاں لڑکیوں سے کیوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔" کمبل سے آتی اس کی آواز پر صالحہ بیگم نے اپنے پوتے کو دیکھا۔

"جھوٹ بول رہی ہے' اتنا بھی ہنس نہیں رہا تھا جتنا بڑھا چڑھا کر یہ بتا رہی ہے۔ وہ میری فینز تھیں۔ میری تعریف کر رہی تھیں میں کیا منہ بنا کر کھڑا رہتا۔"

"اور وہ جو اس نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا؟" اس نے جھٹکے سے کمبل منہ سے ہٹایا۔

"اس نے میرا ہاتھ پکڑا تھا میں نے نہیں اور ہاتھ پکڑ کر اسے گھر تو نہیں لے گیا جو تمہیں اتنا دکھ ہو رہا ہے۔"

"مجھے کیوں دکھ ہو گا؟" [illegible] نے افسوس سے سر ہلایا۔

"دادو! [illegible] فیلڈ [illegible] تو [illegible] بے تکلفی تو عام ہے اگر یہ اس طرح ری ایکٹ کرتی رہی تو لے چلی [illegible]"

"تو تم نے کیوں جوائن کی یہ فیلڈ؟ جاب نہیں کر سکتے تھے۔ تایا جی کا بزنس نہیں سنبھال سکتے کیا کمی ہے تمہیں؟" وہ بھی آج ساری بھڑاس نکال دینا چاہتی تھی۔

"یہ فیلڈ میرا شوق ہے۔"

"یہاں لڑکیاں تمہارے ارد گرد منڈلاتی رہیں' یہ تمہارا شوق ہے۔" وہ تنک کر بولی۔

"دادو! آپ دیکھ رہی ہیں اسے۔ کیسے بات کر رہی ہے؟"

"اچھا بس۔ کھانا کھایا تم نے؟"

"جی۔" وہ جھک کر جوتے اتارنے لگا۔

"چائے پیو گے؟"

"جی میں بنا لیتا ہوں۔"

"نہیں۔ تم کپڑے بدل لو' حمنہ بنا دیتی ہے۔" حمنہ نے شکایتی نظروں سے صالحہ بیگم کو دیکھا۔

"آپ کی خاطر یہ رسک لے لیتا ہوں ورنہ اس کا کوئی بھروسا نہیں چائے میں چینی کی جگہ زہر ملا دے۔"

"خدا نہ کرے۔" صالحہ بیگم کے گھبرائے ہوئے انداز پر وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گیا۔

"دیکھا دادو! آپ نے۔"

"دیکھ رہی ہوں اور ہمیشہ کی طرح زیادتی تمہاری طرف سے ہوتی ہے۔" ان کے سنجیدہ انداز پر وہ سر جھکا گئی۔ "اگر وہ تمہاری ہر زیادتی نظر انداز کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں' تم اس بات کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔ کتنا بڑا اور غلط لفظ استعمال کیا تھا تم نے۔ جانتی ہو آگے یہ باتیں کتنی مشکلات کھڑی کر سکتی ہیں؟ وہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے۔ تمہارا کتنا خیال رکھتا ہے تم جانتی ہو۔ پھر بھی تم کہتی ہو' تمہیں اس کے ساتھ سے بے عزتی محسوس ہوتی ہے۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا دادو!" ان کے غصے سے گھبرا کر وہ بے ساختہ بولی۔ "بس مجھے اس وقت غصہ آ گیا تھا۔ وہ لڑکیاں۔" جب مزید بات نہیں بنی تو وہ اپنا ہاتھ مسلنے لگی۔

"اسی لیے کہتے ہیں' غصہ عقل کا دشمن ہے تمہارا یہی غصہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور لڑکیوں کے ساتھ تھا تو کیا ہوا۔ تم جانتی ہو' تم اس کے لیے کیا ہو؟ پھر بھی اس پر شک کرتی ہو۔ دل کو تھوڑا بڑا کرو۔" انہوں نے اس کے سر پر چپت لگائی تو وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

"جاؤ اب چائے بنا لاؤ۔" اور جب وہ چائے لے کر

UrduPhoto.com

گئی۔ ”آچکا تھا اور دادو شاید اپنی پرانی یادیں دہرا رہی تھیں۔

تمہارے دادا ذرا اور طریقے سے سوچتے تھے ان کو خیال تھا کہ عثمان اور افضال کا پیار ہمیشہ قائم رہے۔ یہ خیال عثمان کے گھر جب کرن پیدا ہوئی تو تمہارے دادا نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر افضال کے گھر بیٹا ہوا تو وہ ان دونوں کی بات طے کردیں گے اور جب دو سال بعد بلال ہوا تو دو سال کے فرق کے باوجود تمہارے دادا نے ان کی بات طے کردی۔ لیکن بچوں کو ہم نے یہ بات نہیں بتائی۔ پھر ان کے چھ سال بعد تم پیدا ہوئے اور تمہارے ایک سال بعد حمنہ تو تمہارے دادا نے تم دونوں کی بھی بات طے کردی کہ اگر ایک بیٹی وہاں سے آئے تو دوسری وہاں چلی جائے۔ اس طرح رشتے زیادہ مضبوط ہو جائیں گے اور آج تمہارے دادا زندہ ہوتے تو تم لوگوں کو یوں لڑتا دیکھ کر یقیناً انہیں اپنے فیصلے پر افسوس ہوتا۔“ وہ دونوں بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ ”بلال اور کرن کو دیکھو‘ کبھی دیکھا انہیں لڑتے ہوئے۔“

”لڑائی تو تب ہوگی جب بات ہوگی۔“ وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی لیکن انہوں نے پھر بھی سن لیا تھا۔

”ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ وہ دونوں ہی خاموش طبع اور سلجھے ہوئے بچے ہیں ان کے یہ کہنے پر ان دونوں کو ہنسی آگئی۔

”اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے۔“ صالحہ بیگم نے ان دونوں کو باری باری گھورا۔

”دادو! ہم دونوں لڑتے ضرور ہیں پر ہم میں پیار بھی بہت ہے۔ پوچھ لیں حمنہ سے۔“ اس کی بات پر حمنہ نے سٹپٹا کر اسے دیکھا اور اس کی شرارت محسوس کر کے وہ مزید کنفیوز ہوگئی۔

”دادو! مجھے نیند آرہی ہے۔“ اس کے آنکھیں چرانے پر وہ مسکرا دیا۔

”جاؤ ضیغم! اب تم بھی سو جاؤ۔ ہمیں بھی نیند آرہی ہے۔“

”جی۔“ وہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

”حمنہ! بیا لائٹ بھی بند کر دینا۔“ وہ دروازہ بند کرنے کے لیے اس کے پیچھے آئی تھی۔ باہر نکلنے سے پہلے وہ مڑا

”سوری۔“ وہ دونوں ایک ساتھ بولے پھر خود ہی ہنس

✿ ✿ ✿

”یہ لڑکیاں کب سے مجھے گھور رہی ہیں اور پھر دیکھنے کے بعد ایک دوسرے کے کان میں گھس کر پتا نہیں کیا باتیں کر رہی ہیں۔“ کب سے برداشت کرتی حمنہ بول ہی پڑی تھی۔ اس کے ساتھ بیٹھی زویا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں سامنے بیٹھی ان لڑکیوں کے گروپ کو دیکھا۔ تنگ آکر اس نے بیٹھ موڑ لی تھی۔

”گھورنے کی وجہ میری سمجھ میں آگئی ہے۔“

”کیا؟“ وہ سوالیہ نظروں سے زویا کو دیکھنے لگی۔

”ان کے ہاتھ میں جو فیشن میگزین ہے۔ اس کے فرنٹ پیج پر ضیغم کی تصویر ہے۔“

”تو؟“ حمنہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

”تو یہ کہ ابھی کچھ دیر پہلے سعدیہ ان لڑکیوں کے پاس بڑے فخر سے تن کر کھڑی تھی۔“

”یہ سعدیہ بھی۔“ وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

”اس کا بس چلے تو پوسٹر بنا کر ہر دیوار پر چپکا دے کہ ضیغم حمنہ کا منگیتر ہے۔ حمنہ ہماری بہترین دوست ہے۔ ضیغم سے ہم مل چکے ہیں‘ بڑی اچھی سلام دعا ہے اس کے ساتھ۔“ سعدیہ اکثر لوگوں کو ایسے ہی ضیغم کے بارے میں بتاتی تھی۔ زویا کے نقل اتارنے پر غصہ ہونے کے باوجود حمنہ کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

”لو وہ آرہی ہے‘ پوچھو اس سے۔“ زویا کے کہنے پر اس نے قریب آتی سعدیہ کو دیکھا۔

”دیکھو‘ میں کیا لے کر آئی ہوں۔“ دھپ سے ان کے قریب بیٹھتے ہی جیسے انہیں سرپرائز دینا چاہا۔

”یہ ان لڑکیوں سے تم نے کچھ کہا ہے؟“ سعدیہ نے پیچھے مڑ کر ان لڑکیوں کو دیکھا۔

”ہاں‘ وہ ضیغم کی تعریفیں کر رہی تھیں میں نے کہا‘ یہ میرے ہونے والے جیجا جی ہیں۔“

”کیا ضرورت تھی تمہیں۔“ حمنہ نے کھینچ کر کتاب اس کے کندھے پر رسید کی۔

”تم تو ہو ہی بور اور ناشکری لڑکی۔ یہی ضیغم میرا منگیتر ہوتا میں ڈھول بجا بجا کر لوگوں کو بتاتی۔“

حمنہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

”تم یہ دیکھو‘ ضیغم لگ کتنے کمال کا رہا ہے۔ یہ ہیئر اسٹائل اسے کافی سوٹ کر رہا ہے۔“ سعدیہ کے تبصرے پر

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اس نے برا سا منہ بنایا۔ "بچیں۔" مگر یہ تو آج گیا تھا ورنہ ضیغم سے متعلق ہر میگزین اس کے پاس موجود تھا۔ "اس چاپلوسی کو دیکھو کیسے ضیغم کے ساتھ جڑ کر کھڑی ہے۔" وہ دونوں ایک ساتھ میگزین پر جھکیں جبکہ حمنہ کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"وہ ماڈل تحریم ہے۔ جس کی تصویر اکثر ضیغم کے ساتھ چھپتی ہے؟" زویا نے تصدیق کے لیے اسے دیکھا جو بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ "تم جلد از جلد کوئی بندوبست کروا لو ورنہ ان میں سے کوئی ایک چڑیل ضیغم کو چٹ کر جائے گی۔"

"نہیں یار! ضیغم پچھلے تین سال سے اس فیلڈ میں ہے، کبھی ایک سکینڈل افیئر نہیں سنا اس کا۔" سعدیہ نے زویا کی بات کو جھٹلایا۔

"تم ان کا حلیہ تو دیکھو اور پھر جتنا ہمارا میڈیا ایڈوانس ہو رہا ہے۔ اچھے اچھے پھسل جاتے ہیں اور ضیغم کتنا ہینڈسم ہے اگر وہ نہ پھسلا تو کوئی اور اس پر پھسل سکتا ہے۔" بات کے اختتام پر زویا اور سعدیہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگیں جبکہ وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

"بلال بیٹا!" جونہی وہ افضال صاحب کے کمرے سے نکلا۔ دادو نے اسے آواز دے ڈالی تھی۔ اس نے چونک کر انہیں دیکھا اور ان کے پیچھے کمرے میں آ گیا۔

"اتنا منہ کیوں لٹکا رکھا ہے۔ افضال نے کچھ کہا ہے؟"

"وہی دادو جو پچھلے سال سے کہہ رہے ہیں۔" اس کا لہجہ بیزار تھا۔

"تو بیٹا! حرج ہی کیا ہے۔ آج نہیں تو کل تمہیں شادی کرنی ہی ہے۔ تم اپنے بزنس میں سیٹ ہو چکے ہو۔ کرن بھی اپنی تعلیم مکمل کر چکی ہے۔ اب انکار کی وجہ بھی نہیں بنتی۔ عثمان اور نیلوفر کتنی بار اشاروں میں یہ بات کر چکے ہیں۔" انہوں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"تمہاری اور کرن کی بات بچپن [illegible] ہے کہ تم لوگوں کو بہت بعد میں پتا چلا لیکن بیٹا پانچ سال [illegible] سے تمہارے علم میں یہ بات ہے، پانچ سال کافی عرصہ ہوتا ہے [illegible] ٹھیک ہو [illegible] تب ہی پتا چلا تھا لیکن خیر ان کو چھوڑو، تم نے تو کبھی ٹھیک طرح سے کرن سے بات بھی نہیں کی۔ ان کے گھر بھی بہت کم جاتے ہو۔ کل اس کی سالگرہ تھی۔ سب وہاں موجود تھے۔ سوائے تمہارے۔ چلو گفٹ کو چھوڑو، کم از کم ایک فون تو کر سکتے تھے۔ تمہارے سامنے حمنہ اور ضیغم ہیں۔ ضیغم کو حمنہ کی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی یاد رہتی ہے۔ وہ سب سمجھتی ہے۔ کیا وہ یہ سب محسوس نہیں کرتی ہو گی اگر وہ بھی اس بات کا شکوہ کرے تو جانتے ہو بڑوں کے دلوں میں سوال پیدا ہوں گے اور وہ سوال کتنے مسئلے کھڑے کر سکتے ہیں۔" ان کے جتاتے ہوئے انداز پر وہ ہونٹ بھینچ کر انہیں دیکھتا رہا۔

"ایک بات پوچھوں، سچ سچ بتانا کیا تمہیں کرن پسند نہیں؟" ان کا کھوجتا انداز محسوس کر کے وہ سر جھکا گیا۔

"ایسی بات نہیں دادو!" اس کی آواز کافی دھیمی تھی۔

"تو بیٹا! یہ فضول سا عذر چھوڑو۔ افضال بھی اب چاہتا ہے، تمہاری شادی ہو جائے تاکہ حمنہ کو بھی رخصت کر سکیں۔"

"جی دادو!" وہ مزید انہیں بات کرنے کا موقع دیے بغیر کھڑا ہو گیا۔

"میں چلوں؟"

"ہاں بیٹا! جاؤ۔" وہ کمرے سے باہر نکل گیا لیکن نہ جانے کیوں وہ پریشان ہو گئی تھیں۔

☼ ☼ ☼

اس دن زویا اور سعدیہ نے جو بھی باتیں کی تھیں، وہ مذاق میں ہوئی تھیں اس سے پہلے بھی ضیغم اور شوبز ان کے درمیان زیر بحث رہا تھا لیکن اس دن کی باتیں اس کے دل و دماغ میں بیٹھ گئی تھیں۔ اسے بھی ضیغم کا شوبز میں جانا پسند نہیں تھا اور وہ اسے آرام سے اپنی ناپسندیدگی بتانے کی بجائے لڑنا شروع کر دیتی تھی۔ اب تو سب ان کی لڑائی کی وجہ جان گئے تھے۔ آج کل گھر میں اس کی اور بلال کی شادی کی باتیں ہو رہی تھیں اور وہ چاہتی تھی، شادی سے پہلے ضیغم شوبز چھوڑ دے لیکن یہ بات اس کو کیسے سمجھائے اسی ادھیڑ بن میں وہ کتنے دن سے گرفتار تھی۔ اب بھی تنگ آ کر وہ لیٹ گئی تھی۔ لیکن باہر سے آتی اونچی اونچی آوازوں پر وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ یہ آواز اس کے پاپا کی تھی۔ وہ حواس باختہ انداز میں باہر نکلی۔ لاؤنج میں سب موجود تھے۔ افضال صاحب اونچی آواز میں برا بھلا کہہ رہے

UrduPhoto.com

یخ اور ان کا مخاطب بلال تھا۔ جس کا چہرہ شدتِ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ لیکن وہ خاموش تھا اور خاموش اور پریشان تھیں جبکہ فائزہ رو رہی تھیں۔ وہ پریشانی سے انہیں دیکھتے ہوئے اندر آگئی۔ افضال صاحب کی نظر اس پر پڑی تو ان کا چہرہ مزید سرخ ہو گیا جبکہ فائزہ کے آنسوؤں میں اضافہ ہو گیا وہیں کی پریشانی گھبراہٹ میں بدلنے لگی۔

"یہ فیصلہ کرنے سے پہلے تم نے کسی کے بارے میں نہیں سوچا۔ وہ لوگ تمہارے تایا تائی ہیں۔ وہ بھی کتنے سالوں سے تمہارے نام پر بیٹھی ہے۔ میرا بھائی مجھ سے چھن جائے گا۔" ان کی طیش بھری آواز آزردگی میں ڈھل گئی پھر انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ "ہمیں تو بھاڑ میں ڈالو۔ کم از کم اپنی بہن کا ہی سوچ لیتے۔ تمہارے فیصلے کا اس کی زندگی پر کتنا برا اثر پڑ سکتا ہے۔ بے حد خود غرض ہو تم بلال! کیا کمی ہے کرن میں۔ خوب صورت ہے' پڑھی لکھی ہے شریف...!!"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں بابا! لیکن ان سب کے باوجود بیوی کی حیثیت سے وہ مجھے پسند نہیں کیونکہ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں۔" ان کے اتنا سمجھانے پر بھی اس کا لہجہ ہر قسم کے سمجھوتے سے عاری تھا۔ بلال کے اعلان پر جہاں افضال صاحب ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگے تھے۔ وہیں حمنہ کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

"بلال! حمنہ کے بارے میں تو سوچو؟" کمرے کی خاموشی میں صالحہ بیگم کی آواز گونجی تھی۔ اس نے ایک نظر انہیں دیکھ کر سفید پڑتی حمنہ کو دیکھا۔

"واوا! یہ بات آپ لوگوں کو سوچنی چاہیے تھی۔ ضروری تو نہیں بڑوں کے کیے فیصلے بچوں کو بھی پسند آجائیں۔ آپ لوگوں نے بچپن میں ہماری بات طے کی' اس وقت میں یا کرن اپنی مرضی بتانے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ پانچ سال پہلے مجھے پتا چلتا ہے۔ کرن میری منگیتر ہے جسے میں آج تک اپنی بہن سمجھتا رہا جو مجھ سے دو سال بڑی ہے۔" وہ بڑی پر زور دیتے ہوئے بولا۔ "میرے لیے یہ سب قبول کرنا کافی مشکل تھا۔"

"یہ سب باتیں تم پہلے نہیں کہہ سکتے تھے گونگے تھے۔" افضال صاحب نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

"میرا رویہ سب ظاہر کرتا تھا۔ یہ اور بات ہے' آپ دونوں نے توجہ ہی نہیں دی۔ کرن ان پانچ سالوں میں

میں نے کمپرومائز کرنے کی کوشش بھی کی۔ وہ بھی صرف حمنہ کی خاطر کیونکہ یہ آپ لوگوں کا دوسرا غلط فیصلہ تھا۔" وہ بلال جو سب سے کم گو اور اطاعت گزار بچہ تھا' وہ آج جب بولنے پر آیا تھا تو سب کو غلط ٹھہرا رہا تھا۔ "آپ جانتے ہیں وٹہ سٹہ میں کتنی پرابلمز ہوتی ہیں لیکن پھر بھی۔" اس نے گہرا سانس لیا۔ "میں ساری زندگی کمپرومائز کے ساتھ نہیں گزار سکتا۔ کرن بہت اچھی ہے یقیناً" اسے مجھ سے اچھا کوئی مل جائے گا اور جہاں تک حمنہ اور ضیغم کی بات ہے۔ میں نہیں سمجھتا ان کا رشتہ کوئی کمپرومائز ہے اور نہ ہی مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرے انکار سے ضیغم حمنہ سے رشتہ ختم کردے گا۔"

"تمہارے لگنے سے کیا ہوتا ہے کم ظرف۔" کب سے روتی فائزہ چیخ کر بولیں تو وہ غصے میں کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں اسے اس گھر سے نکال دوں گا۔ عاق کردوں گا اپنی زندگی سے۔ اپنی جائیداد سے۔"

"بس افضال!" ان کی طیش بھری آواز پر صالحہ بیگم غصے سے بولیں "جذباتی ہو کر انتہائی قدم اٹھانے کی ضرورت نہیں۔"

"پر اماں! آپ دیکھیں تو وہ کچھ سمجھ ہی نہیں رہا۔" ان کی بے بسی پر انہوں نے گہرا سانس لے کر حمنہ کو دیکھا۔

"وہ اس وقت سمجھنے کی حالت میں بھی نہیں اور مجھے نہیں لگتا' وہ کچھ سمجھے گا بھی جہاں تک حمنہ اور ضیغم کے رشتے کی بات ہے تو اس رشتے کو اللہ کی مرضی پر چھوڑ دو۔ جو اس کے نصیبوں میں ہو گا مل جائے گا۔" ان کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گئے تھے مگر حمنہ کے دل کی دھڑکن سست پڑ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

کتنے دن کی کشمکش کے بعد وہ یہاں آنے کی ہمت کر پائی تھی۔ لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی پہلے قدم پر اس کی ہمت ٹوٹنے لگی تھی۔ اس کی نظر کرن پر پڑی جو سرخ چہرے اور سوجی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اسے ہی گھور رہی تھی۔ وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی شرمندگی سے نظریں جھکا گئیں۔

"آؤ حمنہ!" اسے مراقبے کی حالت سے صالحہ بیگم کی آواز نے نکالا تھا۔

UrduPhoto.com

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔" نیلوفر کو دیکھتے ہی اس نے سلام کیا تھا جس کا جواب نہایت مختصر آیا تھا' وہ مزید بات کیے بغیر اندر کی طرف بڑھ گئیں جبکہ وہ خفت سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ وہ جو اس کے آنے پر بے حد خوش ہوتی تھیں آج سلام کے بعد ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کی تھی۔

"حمنہ! تم کھڑی کیوں ہو' آؤ۔" اس نے چونک کر دائیں طرف دیکھا۔ ضیغم پتا نہیں کب سے وہاں کھڑا تھا۔ وہ چپ چاپ کرن کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ اسے کیسے تسلی دے۔ وہ اس کا دکھ سمجھ سکتی تھی اگر وہ اس کی جگہ ہوتی تو شاید اس کی حالت اس سے بری ہوتی۔

"تم ٹھیک ہو۔"

"ہوں۔" ضیغم کے پوچھنے پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ہاں پوچھو اس کی خیریت۔ ایک وہی تو ہے اور تو دنیا میں تمہارا کوئی رشتہ ہے ہی نہیں۔" اس کے مسکرانے کی دیر تھی کرن نے قہر بھری سے ضیغم کو دیکھا جس کا چہرہ ایک دم تاریک پڑ گیا تھا۔ جبکہ حمنہ رونے والی ہو گئی تھی۔ صالحہ بیگم نے کرن کو افسوس سے دیکھا۔

"بیٹا! ایسے کیوں بات کر رہی ہو' بہن ہے تمہاری۔"

"جی۔ آپ کو تو برا لگے گا' آپ کی تو ایک وہی لاڈلی ہے۔"

"کرن بیٹا! تم بھی مجھے اتنی ہی پیاری ہو۔" انہوں نے قریب آکر اسے پچکارا۔

"نہیں ہوں میں کسی کو پیاری اگر کسی کو مجھ سے پیار ہوتا تو کوئی اس کے بھائی کو پوچھتا اور میرے بھائی کو دیکھیں۔" اس نے استہزائیہ انداز میں ضیغم کو دیکھ کر حمنہ کو دیکھا۔ "اس کے بھائی نے مجھے ریجیکٹ کر کے کسی اور سے شادی کا اعلان کر دیا اور میرا بھائی..... اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ اسے چاہیے تھا' یہ بھی بلال کی بہن کے ساتھ وہی کرتا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے۔" حمنہ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ وہ ایسی بات [illegible] بھی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے ضیغم کو دیکھا جو ہونٹ بھینچے اپنے جوتوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کرن بیٹے۔" صالحہ بیگم نے اسے دلاسا دینے کے لیے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا [illegible] جھٹکے سے چھڑا لیا اور [illegible]

مزید کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ صالحہ بیگم نے گہرا سانس لے کر ان دونوں کے اترے ہوئے چہرے دیکھے۔

"بیٹا! کرن کی باتوں کو دل پر لینے کی ضرورت نہیں۔ اسے تکلیف پہنچی ہے اس لیے اتنا تو اس کا حق بنتا ہے اچھا ہے دل کی بھڑاس نکل جائے۔ آہستہ آہستہ وہ سنبھل جائے گی۔" وہ جانے کس سے مخاطب تھیں۔ حمنہ نے نظریں اٹھا کر ضیغم کو دیکھا تبھی وہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔

"اچھا دادو! میں چلتی ہوں۔"

"بیٹھو بیٹا! میں چائے منگواتی ہوں۔"

"نہیں دادو۔" وہ سر جھکا کر کھڑی ہو گئی تو گھر کا ماحول دیکھ کر انہوں نے بھی اس کے رکنے پر مزید اصرار نہیں کیا۔

"کیسے جاؤ گی؟"

"ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں۔" ان کے سہلانے پر وہ ان سے پیار لے کر باہر نکل آئی۔ لیکن ضیغم کو باہر لان میں بیٹھا دیکھ کر وہ ادھر ہی آ گئی' اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ ایک بار پھر شرمندہ ہو گئی۔

"باجی کہتی ہیں' مجھے ان کی پروا نہیں حالانکہ میں ان سے کتنا پیار کرتا ہوں' وہ جانتی ہیں۔" اس نے دونوں ہاتھ بالوں میں پھنسا کر سر کو جھٹکا دیا۔ تو وہ دکھ سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

اچانک اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "یہ سب تمہارے بھائی کی وجہ سے ہوا ہے۔" اس کے تلخ لہجے پر حیرت کے ساتھ اسے غصہ بھی آیا تھا لیکن وہ ضبط کر گئی۔

"وہ خود کو سمجھتا کیا ہے کہ اگر وہ میری بہن سے شادی نہیں کرے گا تو وہ ایسے ہی بیٹھی رہے گی غلط فہمی ہے اس کی۔ اس کو بتانا جا کر کہ اس سے ہر لحاظ سے اچھا شخص میری بہن کا نصیب بنے گا۔ وہ اس قابل ہی نہیں تھا کہ میری بہن اس کی بیوی بنتی۔" وہ دانت پر دانت جمائے ضبط کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ "وہ گھٹیا آدمی۔"

"وہ تم سے بڑے ہیں ضیغم!" بہت ضبط کے باوجود اس کے منہ سے نکل گیا۔

"بڑوں والوں کوئی حرکت کی ہے انہوں نے۔" اس نے استہزائیہ انداز میں حمنہ کو دیکھا "تمہارے بھائی نے غلطی کی پھر بھی تمہیں اس کے لیے برا لگ رہا ہے جبکہ میری بہن بے قصور ہے تو تم اندازہ نہیں کر سکتیں مجھے

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

تمہیں اندازہ ہو گا بھی ہے؟
تکلیف ہو رہی ہے۔ تکلیف نہیں پہنچی ہی اگر میں تمہارے ساتھ
اندازہ ہو گا۔

تمہیں دکھ اور حیرت کے مارے بری طرح طیش میں بولتے ہوئے اس کی نظر اچانک چہرے پر پڑی تو اسے اپنے لفظوں کا احساس بے اختیار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو کرنے کی کوشش کی۔

"اندازہ کھو میں... کہا تھا وہ تو تم نے کہہ دیا ضیغم!" ایک کے بعد آنکھ سے نکلا تھا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو حمنہ! میں پریشان ہوں اس لیے..." اس نے افسوس سے اس کے بھیگتے چہرے کو دیکھا۔ "تم جانتی ہو، تم میرے لیے کیا ہو، پلیز..." اس نے بے بسی سے کہا تو اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ صاف کر کے اسے دیکھا۔

"میں سمجھ سکتی ہوں۔" اسے برا تو بہت لگا تھا، اس کی بات کے پیش نظر وہ دھیمے لہجے میں کہہ کر مڑ گئی۔ کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑی کرن کو دیکھ کر وہ ٹھٹکی تھی۔ اگلے ہی پل وہ کرن کی طرف بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

کمرے میں سات نفوس موجود تھے لیکن اس کے باوجود اتنی خاموشی تھی کہ گھڑی کی ٹک ٹک صاف سنائی دے رہی تھی۔ آج کتنے دنوں کی برین واشنگ کے بعد وہ اپنے دونوں بیٹوں کو آمنے سامنے لانے میں کامیاب ہوئی تھیں۔ صالحہ بیگم مسلسل ان سب کا جائزہ لے رہی تھیں۔ گہرا سانس لے کر انہوں نے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"تمہارے والد نے رشتے اس لیے طے کیے تھے کہ تم لوگوں کی محبت میں اضافہ ہو۔ تم دونوں نے ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھی اس لیے نہیں کہ تم لوگ ایک دوسرے کی شکل ہی نہ دیکھو... ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ عثمان کا جہاں تک تعلق ہے فطری بات ہے اسے نصیب ہے، تم نے بھائی کو گلے کیوں نہیں لگایا؟" ان کے سوالیہ انداز پر افضال صاحب نے بمشکل سر اٹھایا۔

"اماں جی! کس منہ سے اپنے بھائی کے سامنے آتا۔ میرے بیٹے نے تو مجھے کسی کا سامنا کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔"

"میں جانتی ہوں، بلال نے غلط کیا لیکن آج کل کے دور میں اولاد پر زبردستی نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ ایک لحاظ سے اچھا ہوا۔ اگر یہی رشتہ زبردستی جڑ جاتا تو بلال اور کرن دونوں خوش نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کے لیے بہتر کرے گا۔" بات کے اختتام پر انہوں نے ایک طائرانہ نظر ان سب پر ڈالی۔ "افضال! تمہیں عثمان سے کچھ کہنا ہے؟"

"میں عثمان اور نیلوفر سے بہت شرمندہ ہوں خاص کر اپنی بچی سے۔" انہوں نے ایک نظر مسلسل خاموش بیٹھی کرن کو دیکھا۔ "خدا گواہ ہے، میں نے کرن اور حمنہ میں کبھی فرق نہیں کیا۔ مگر میری اولاد نے مجھے شرمندہ کروا دیا۔ میں آپ لوگوں سے معافی چاہتا ہوں۔" ان کے ہاتھ جوڑنے پر عثمان صاحب نے بے ساختہ پہلو بدلا۔

"اور تم عثمان! تمہیں اگر بھائی سے کوئی شکایت ہے تو ابھی کہہ لو۔"

"سب سے پہلے تو اماں اس سے کہیں معافی مت مانگے۔ اس کی کیا غلطی ہے۔ یہ ٹھیک ہے مجھے واقعی بہت غصہ آیا تھا لیکن آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ رشتے پہلے دن سے طے ہوتے ہیں۔ شاید نصیب میں ایسا ہی لکھا تھا۔"

"چلو پھر دونوں بھائی اٹھ کر گلے ملو تاکہ مجھے بھی سکون ملے۔" اور جب دونوں بھائی گلے لگے، تو بے اختیار ان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"اب حمنہ اور ضیغم کی بات کر لیتے ہیں جو حالات ہوئے ہیں، شاید تم لوگوں کے دل میں کوئی خیال آیا ہو۔ اس لیے بہتر یہی ہے۔ ضیغم اور حمنہ کی بات بھی کر لی جائے تاکہ کل کو کوئی مسئلہ نہ ہو۔ کیوں عثمان! تم نے کیا سوچا ہے؟" افضال اور فائزہ نے بے اختیار انہیں دیکھا تھا۔

"یہ کیسی بات کر رہی ہیں اماں! آپ حمنہ میری بیٹی ہے اور میری ہی بہو بنے گی۔" جہاں افضال صاحب اور فائزہ نے سکون کا گہرا سانس لیا۔ وہاں ان کے بھی بے چین دل کو قرار آیا تھا۔

"اور تم نیلوفر!" انہوں نے بہو کا تنا ہوا چہرہ دیکھا انہیں شاید اپنے شوہر کی وسیع النظری پسند نہیں آئی تھی۔

"عثمان ٹھیک کہہ رہے ہیں اماں!" ان کے الفاظ ان کے تاثرات کے برعکس تھے۔

"اور ضیغم بیٹا! تم کیا کہتے ہو؟" وہ جانے کس سوچ میں

UrduPhoto.com

تھا چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔ "تمہیں تو حمنہ سے شادی پر کوئی اعتراض نہیں؟"

ان کے سوال پر اس نے انہیں ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "آپ نہیں جانتیں؟" پھر سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اسے بولنا پڑا۔

"نہیں دادو!" انہوں نے کرن کو دیکھا جو سپاٹ چہرہ لیے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے اس کے رویے میں کافی فرق آگیا تھا۔ اب وہ قدرے نارمل تھی۔ شاید اس نے اس بات سے سمجھوتا کر لیا تھا۔ افضال صاحب خود اٹھ کر اس کے پاس آئے تھے۔

"کرن!" ان کے پکارنے پر وہ چونک کر کھڑی ہوئی۔

"بیٹا! کیا تم اپنے چاچو کو معاف کر دو گی۔"

"پلیز چاچو! چھوڑیں اس بات کو۔" اس کے قطعی انداز پر وہ خاموش ہو گئے تو وہ مسکراتے ہوئے ان کے ساتھ لگ گئی۔

☼ ☼ ☼

"باجی نے کھانا کھایا؟" کھانا شروع کرنے سے پہلے اس نے کرن کے بارے میں پوچھا تھا۔

"نہیں' اس نے انکار کر دیا۔"

"کیوں۔" اس نے ہاتھ روک لیا تھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے حمنہ ہو کر گئی ہے تب سے کمرے میں ہے۔" وہ کچھ دیر تو ماں کا چہرہ دیکھتا رہا پھر پلیٹ کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اسے جھٹکا لگا تھا۔ کرن نے تیزی سے اپنی آنکھیں صاف کیں لیکن وہ اس کی سرخ آنکھیں اور چہرہ دیکھ چکا تھا۔

"کیا ہوا باجی؟" وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے رخ موڑ لیا۔

"پلیز بتائیں مجھے۔" اس کے دوبارہ پوچھنے پر اس نے پھر سے رونا شروع کر دیا' تب ہی اس کی نظر تکیے کے پاس رکھے کارڈ پر پڑی اس نے ہاتھ بڑھا کر کارڈ اٹھا لیا۔ وہ بلال کی شادی کا کارڈ تھا۔ وہ ہونٹ بھینچ کر روتی ہوئی کرن کو دیکھنے لگا۔

"کیا آپ اس وجہ سے رو رہی ہیں [illegible]" آگے کیا تو کرن نے ایک نظر اسے دیکھ کر سر نفی میں ہلا دیا۔

"پھر کیا ہوا' کیا [illegible]" میں روانی آگئی تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"اس نے کچھ غلط تو نہیں کہا ضیغم! اب یہی سننا باقی رہ گیا تھا۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ غصے کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

"آؤ نا۔" ضیغم کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے اختیار خوش ہو گئی تھی۔ "میں ابھی تمہیں ہی یاد کر رہی تھی بیٹھو نا۔" اسے کھڑا دیکھ کر اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"ابھی ہم شاپنگ کر کے آئے تھے۔ اس لیے گھر اتنا پھیلا ہوا ہے۔ پاپا ابھی باہر گئے ہیں اور مجھے کپڑے تہہ کرنے پر لگا گئے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے کپڑے اٹھا اٹھا کر دوسرے صوفے پر رکھ رہی تھی۔

"تم باجی کو کارڈ دینے آئی تھیں؟"

"ہاں۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"کیوں؟"

"بھئی' کوئی کا کیا سوال ہے باجی نے مجھے کہا تھا میں خود آؤں۔" وہ مصروف انداز میں جواب دے رہی تھی۔

"باجی کو کارڈ دے کر تم کیا ثابت کرنے گئی تھیں۔ بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے تمہارے بھائی نے۔"

وہ اب حیرت سے اس کی طرف مڑی۔

"ایسے کیوں بات کر رہے ہو؟" وہ پریشانی سے بولی۔

"اور تم کیسے باجی سے بات کر کے آئی ہو تم نے باجی سے کیا کہا کہ بلال بھائی سے ان کی شادی نہ ہونا ان کی قسمت تھا اور تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تمہارا منگیتر تم سے محبت کرتا ہے' وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔"

"میں نے اس طرح نہیں کہا تھا۔"

"جس طرح بھی کہا تھا۔ کیوں کہا' تم میری بہن کا مذاق اڑانے گئی تھیں۔ تم اور تمہارا بھائی خود کو سمجھتے کیا ہو' جو چاہے کرو' کوئی پوچھنے والا نہیں۔" وہ اس کے سر پر کھڑا چیخ رہا تھا۔ اب اس کی حیرت غصے میں بدل گئی تھی۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو جب چاہو مجھ پر چلا سکتے ہو۔ تمہاری بہن جھوٹ بول رہی ہے۔"

"بکواس بند کرو۔" وہ غصے سے بولا۔

"اتنی دفعہ کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ تم خود کو دیکھو کیسے بلال بھائی کو تمہارا بھائی' تمہارا بھائی کہہ کر بات کرتے ہو۔"

UrduPhoto.com

"ہاں ٹھیک کرتا ہوں کیونکہ تمہارے بھائی نے غلطی کی ہے۔" وہ ایک ایک لفظ کو چبا کر بولا۔

"غلطی کی ہے گناہ تو نہیں کیا۔ اپنی پسند سے شادی کرنا جرم تو نہیں۔"

"تمہیں کیوں فرق پڑے گا۔ وہ تمہاری بہن تو نہیں ہے۔"

"جو تمہارا دل چاہے سمجھ لو۔" وہ تنتے ہوئے چہرے کے ساتھ منہ موڑ گئی۔ تو وہ مٹھیاں بھینچ کر اس کی پشت دیکھنے لگا۔

"تو پھر مجھ سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ کم از کم میں تو اس شخص کو اپنا نہیں سمجھتا جو میری بہن کو بدقسمت کہہ کر اس کا مذاق اڑائے۔" اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ اور تلخ تھا۔

"وہ جھوٹ بول رہی ہیں۔" وہ اس کی غلط بیانی پر چیخ کر بولا۔

"جھوٹ تم بول رہی ہو۔" وہ کچھ دیر دانت پر دانت جمائے اسے دیکھتی رہی۔

"تم مجھ پر کتنا یقین کرتے ہو، آج پتا چل گیا۔" وہ دھیمی آواز میں بولی۔ "اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں جھوٹی ہوں تو تم جیسے سچے انسان کو مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔"

چونکہ وہ بہت بڑی بات کہہ گئی تھی۔

"رشتے توڑنا تو تم بہن بھائی کی عادت ہے۔"

"میرے بھائی کو چھوڑو، تم اپنی بات کرو۔"

"رشتہ توڑنے کی بات تم نے کی ہے۔"

"کیونکہ تم مجھے مجبور کر رہے ہو۔" وہ پھر چیخی تھی۔

"بجائے اپنی غلطی ماننے کے تم مجھ پر چیخ رہی ہو؟" وہ بھی چیخ کر بولا۔

"میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔" وہ ہاتھ میں پکڑا سوٹ صوفے پر پھینک کر اندر چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

جھگڑے کے اگلے دن ضیغم نے اسے فون کیا تھا بلکہ کئی فون کیے تھے لیکن اس نے کال ریسیو نہیں کی۔ آج جب غصہ اترا تو وہ دونوں [illegible] تین دن ہو گئے تھے۔ ضیغم نے دوبارہ اسے فون نہیں کیا تھا اب وہ مسلسل [illegible] ظاہر [illegible] اس کے لیے اہمیت رکھتا تھا۔ اس نے اس کے سیل فون [illegible] ایک [illegible] تب

موبائل آف ملا تو اس نے گھر کے نمبر پر ڈائل کیا۔ فون کرن نے اٹھایا تھا۔ ایک لمحہ کے لیے اس نے سوچا فون بند کر دے لیکن کرن نے شاید نمبر سے اندازہ لگایا تھا۔ جب ہی فوراً بولی۔

"حمنہ۔" اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"جی باجی! میں ہوں کیسی ہیں آپ؟"

"میں تو ٹھیک ہوں۔ تم دوبارہ آئیں ہی نہیں۔ ہمیں تو شاپنگ پر جانا تھا۔"

"بس باجی! وہ۔۔۔ ضیغم ہے؟"

"نہیں۔ صبح عنبرین کا فون آیا تھا۔ تب سے نکلا ہے۔ آج عنبرین کا برتھ ڈے تھا۔ اس نے صرف ضیغم کو انوائٹ کیا ہے۔ اس کی ممی کا بھی فون آیا تھا۔ وہ ہمیں بھی بلا رہی تھیں۔ خیر تم بتاؤ کوئی میسج ہے تو بتا دو۔ وہ آئے گا تو میں بتا دوں گی۔"

"نہیں، ایسی کوئی خاص بات نہیں۔ میں اس کے موبائل پر کر لوں گی۔" اس نے فون رکھ کر اپنے غصے کو بھی قابو میں کرنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے وہ مسلسل پانچ دنوں سے کھانا پینا بھولی ہوئی تھی۔ وہ عنبرین کی برتھ ڈے اٹینڈ کرتا پھر رہا تھا۔ رات کو اس نے دوبارہ اس کا سیل نمبر ٹرائی کیا تیسری بیل پر فون کاٹ دیا گیا تھا۔ حیرت سے اس نے فون کان سے ہٹایا۔ کچھ دیر وہ ساکت نظروں سے اپنے موبائل فون کو دیکھتی رہی۔ اگلے پل روتے ہوئے اس نے فون دیوار پر دے مارا۔

☆ ☆ ☆

کرن کے حیرت سے دیکھنے پر وہ جھجک کر وہیں رک گئی۔

"حمنہ! آؤ نا۔" اگلے ہی پل وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اندر لے آئی۔

"دادو ہیں؟"

"دادو تو پاپا اور مما کے ساتھ باہر گئی ہیں۔ اچھا ہوا تم آ گئیں۔ میں اکیلی بہت بور ہو رہی تھی۔" وہ مایوس ہو کر ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھ گئی۔

"چائے پیو گی؟" اس کے نفی میں سر ہلانے پر بھی وہ کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھو یار! میں ابھی لے کر آتی ہوں۔" اس کے جانے کے بعد اس نے افسردگی سے دائیں طرف دیکھا، وہ ضیغم سے ملنے آئی تھی پر وہ تھا ہی نہیں۔

UrduPhoto.com

"ہوں۔" کرن نے پیالی اس کی طرف بڑھائی۔

"شادی کی تیاریاں کیسی جا رہی ہیں؟" کرن کے پوچھنے پر اس نے بغور اس کا چہرہ دیکھا جہاں مسکراہٹ تھی۔

"بس ہو رہی ہیں۔"

"شادی میں دن کتنے ہیں جو ابھی ہو رہی ہیں۔ میں نے تو کافی کپڑے بنوا لیے ہیں۔ بلال سے کہنا' اس کی مہندی پر سب سے زیادہ مٹھائی میں اسے کھلاؤں گی۔" حمنہ اب بھی غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"باجی! کیا آپ کو دکھ نہیں ہوا؟" کرن کھل کر مسکرائی۔

"ہوا تھا پر میں کیا کر سکتی ہوں جو کر سکتی ہوں کر رہی ہوں یعنی تیاری۔ بلال میرا کزن بھی ہے۔"

وہ دل ہی دل میں اس کی اچھائی کی قائل ہو گئی۔

"تمہارے اور ضیغم کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا ہے؟"

حمنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ضیغم نے کچھ کہا؟"

"نہیں ایکچوئلی کل جب میں نے اسے تمہارے فون کا بتایا تو اس نے کوئی ریسپانس نہیں دیا اور میرا خیال ہے' رات کو بھی تمہارا فون آیا تھا۔ جو اس نے کاٹ کر سیل فون آف کر دیا تھا۔" بے عزتی کے احساس سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"کیا بات ہوئی ہے۔" کرن نے پیار سے اس کا ہاتھ تھاما تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

"کہیں تم لوگوں کے جھگڑے کی وجہ میں تو نہیں؟"

کرن کے سوال پر اس کا سر جھک گیا۔

"او۔" اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"ضیغم بھی پاگل ہے۔ اس بات کو ایشو بنا کر لڑ رہا ہے جو بات ہی ختم ہو چکی ہے۔ بہرحال تم پریشان نہ ہو' میں اس سے بات کروں گی۔"

"باجی! فضول کے الزامات لگا رہا تھا۔ اس دن آپ نے مجھے بلایا تھا جب میں کارڈ لے کر آئی تھی۔ وہ کہتا ہے میں نے آپ کو [illegible] کہا۔"

"چھوڑو اس بات کو۔ میں کان کھینچوں گی اس کے بلکہ [illegible] ہوں اسے۔"

"اس نے [illegible]"

[illegible] کیا ہے؟"

"مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ وہ اپنے کمرے میں ہے۔" وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر دائیں طرف کاریڈور میں مڑ گئی۔ جبکہ وہ ہونٹ چباتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ اس کے سامنے تھی۔

"وہ سو رہا ہے حمنہ!" اس کے نظریں چرانے پر حمنہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"یہ سونے کا وقت تو نہیں باجی! میں جانتی ہوں' وہ مجھ سے ناراض ہے۔ اسے کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں خود اس سے بات کر لیتی ہوں۔"

اس کے آگے بڑھتے ہی کرن نے اس کا بازو تھام لیا۔ "وہ تم سے ملنا نہیں چاہتا۔ اس لیے پلیز تم اندر مت جاؤ۔ اس کا موڈ اچھا نہیں۔" حمنہ کتنی دیر تک اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ "آئی ایم سوری حمنہ! میں سمجھ سکتی ہوں تمہیں کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔ لیکن ضیغم کچھ عجیب ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا اب زیادہ وقت عنبرین کے ساتھ گزرنے لگا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے ماں باپ شادی کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ پتا نہیں ضیغم نے عنبرین کو تمہارے بارے میں کیوں نہیں بتایا۔ میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی چھوٹی بہن سمجھا ہے۔ میں نہیں چاہتی تمہارے ساتھ وہ ہو جو میرے ساتھ ہوا۔" وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ واپس مڑ گئی۔

☼ ☼ ☼

"لوگوں کی اولاد اپنے ماں باپ کے لیے فخر کا باعث بنتی ہے۔ پر میری اولاد مجھے ذلیل کروانے کے لیے پیدا ہوئی ہے۔" افضال صاحب نے غصے سے سر جھکائے بیٹھی حمنہ کو دیکھا۔

"ابھی ہم ایک کے کارنامے سے نہیں سنبھلے کہ یہ بھی اس کے نقش قدم پر چل پڑی ہے۔" انہوں نے بلال پر غصیلی نظر ڈال کر اسے دیکھا۔

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ تمہیں کیا تکلیف ہوئی ہے جو تم یہ منگنی ختم کرنا چاہتی ہو؟" وہ اب اس کے سر پر کھڑے چلا رہے تھے۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالیں۔ "جواب دو مجھے۔" انہوں نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔ تب بھی وہ خاموش رہی جبکہ صالحہ بیگم نے بے اختیار انہیں ٹوکا تھا۔

"افضال! امنہ سے بات کرو۔"

"میں پاگل ہو جاؤں گا اماں! یہ میری اولاد مجھے ذلیل کر

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"انہوں نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا جو … حیران تھیں۔ ان کے مسلسل پوچھنے پر بھی وہ … کمرے سے باہر نکل گئے۔ اس دوران فائزہ … تو وہ … تھیں۔ کل اس نے اچانک … کا چہرہ دیکھ رہی … شادی سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے کل سے … غصے سے، ہر طرح سے اسے … تک پیار سے … دیا تھا۔ وجہ پوچھ پوچھ کر وہ لوگ تھک چکے … سے رابطہ کرنے میں وہ ناکام تھے۔ اس کا سیل … آف تھا۔ عثمان صاحب سے ابھی کوئی بات … پہلے وہ ضیغم سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن … باہر تھا۔

… کیوں ماں باپ کے سر پر خاک ڈلوانا چاہتی ہو۔ وہ … کی شادی ہے۔ پہلے ہی لوگ بلال اور کرن کی … بلال … باتیں کر رہے ہیں اور اب تمہاری منگنی … بھی کہیں گے کہ ماں باپ ایسا کر رہے ہیں۔ … نہیں پتا ہماری اولاد ہی خود سر ہے۔ فیصلے کر کے … ماں باپ کو سنا دیتے ہیں۔" ان کی نظریں بلال پر …

"اسی دن سے میں ڈرتی تھی۔ دیکھ لو، آج تمہاری وجہ سے کیا ہو رہا ہے؟" بلال نے ایک نظر انہیں دیکھا اور سر … کر باہر نکل گیا۔ وہ بھی اٹھ کر باہر نکل گئی۔

فائزہ نے بے اختیار سر تھام لیا۔ "پلیز اماں جی! آپ سمجھائیں۔ آپ کی تو وہ سنتی ہے۔" وہ سارا بار ان پر ڈال کر اٹھ گئیں۔

پچھلے پانچ منٹ سے اس کی نظریں اپنے بائیں ہاتھ کی … پر تھیں۔ اس انگوٹھی سے کتنی ہی یادیں جڑی تھیں۔ ضیغم اور اس میں شروع سے ہی کافی دوستی تھی اور … نہیں پتا چلا کہ ان کی منگنی بچپن سے طے ہے۔ ان … جیسے دل مراد پوری ہوئی تھی۔ ضیغم کو سب سے بڑا … یہ تھا کہ اس نے اپنی منگنی اٹینڈ نہیں کی۔ کتنی … کر کے اس نے فنکشن کیا تھا اور کتنا تنگ کر کے اس … انگوٹھی … ادی تھی اور پھر اچانک اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ جو فیصلہ اس … کیا تھا وہ … عزت نفس سے زیادہ … تھا۔ دروازہ کھلنے پر اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں … آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

"آپ بھی مجھے ڈانٹنے آئی ہیں؟" اس کی بھرائی ہوئی آواز پر انہوں نے بے ساختہ اسے ساتھ لگا لیا۔

"نہیں بیٹا! میں کیوں ڈانٹوں گی۔ میں جانتی ہوں میری بچی نا سمجھ نہیں۔ میں جانتی ہوں۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"نہیں دادو! غلط فہمی نہیں ہوئی بلکہ اب میری غلط فہمی دور ہوئی ہے۔"

"پر ہوا کیا ہے بیٹا؟" ان کے سوال پر وہ خاموش ہو گئی۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے اس سے پوچھنا پڑے گا۔"

"نہیں دادو!" وہ قطعی انداز میں بولی۔ "کوئی اس سے کچھ نہیں پوچھے گا پوچھنے کے لائق کچھ بچا ہی نہیں۔" وہ کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہیں۔

"حمنہ! تم جذباتی ہو کر انتہائی قدم اٹھا رہی ہو۔ عثمان، نیلوفر یا ضیغم کسی نے مجھ سے ایسی بات نہیں کی۔"

"آج نہیں کی لیکن کل جب وہ خود یہ قدم اٹھاتا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھے ریجیکٹ کرے بہتر یہی ہو گا میں اسے چھوڑ دوں۔"

"وہ ایسا کیوں کرے گا حمنہ؟" وہ بے حد حیران ہوئی تھیں۔ "میں پوچھتی ہوں اس سے۔"

"… قسم ہے دادو! آپ کسی سے کچھ نہیں پوچھیں گی اور … ماما کو بھی منع کر دیں اور یہ انگوٹھی بھی واپس کر دیں۔" وہ انگوٹھی ان کے قریب رکھ کر باہر نکل گئی جبکہ وہ پریشانی سے بیٹھی رہ گئیں۔

☼ ☼ ☼

"میرا کوئی فون آیا تھا ماما؟" اندر داخل ہوتے ہی اس نے پہلا سوال کیا تھا۔ "ایک تو سیل فون بھی... چارجر کہاں گیا؟" وہ اسی طرح بولتے ہوئے دراز کھنگالنے لگا۔

"ضیغم! تم امریکہ کب جا رہے ہو؟" عثمان صاحب کی آواز پر اس کے ہاتھ رک گئے۔ وہ مڑ کر انہیں دیکھنے لگا۔

"کل شام کی فلائٹ ہے۔"

"تمہارا جانا ضروری ہے؟"

ضیغم نے چونک کر انہیں دیکھا۔ "وہاں ایک شو ہے پاپا! ایگریمنٹ سائن کر چکا ہوں اور ایڈوانس بھی لے لیا ہے کیوں خیریت ہے؟" اس نے غور سے سب کے سنجیدہ چہرے دیکھے پھر جیسے سمجھ کر سر ہلایا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں بلال بھائی کی شادی سے پہلے

UrduPhoto.com

آنے کی کوشش کروں گا اور دادو، چاچو، چچی سے مل کے جاؤں گا۔ اتنے دن سے ملا نہیں۔ یقیناً سب ناراض ہوں گے۔" آخری جملہ بولتے ہوئے وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔ "او کے پاپا! مجھے پیکنگ بھی کرنی ہے۔"

"ضیغم۔" اس نے پلٹ کر عثمان صاحب کو دیکھا۔ انہوں نے اپنی مٹھی میں دبی انگوٹھی اس کے سامنے کر دی۔ اس نے بہت حیرت سے اس انگوٹھی کو تھاما تھا۔

"حمنہ نے منگنی توڑ دی ہے۔" وہ اب بھی اتنا ہی حیران تھا۔ وہ منہ سے کچھ نہیں بولا پر اس کے چہرے پر "کیوں" بہت واضح تھا۔

"افضال آیا تھا آج، اس کا کہنا ہے وہ خود پریشان ہے۔ وہ کوئی وجہ بتانے کو تیار نہیں۔"

"جیسا بھائی ویسی بہن۔" نیلوفر کی زہر خند آواز پر اس نے ایک نظر ان پر ڈالی لیکن اس کی نظر ہر تاثر سے خالی تھی۔

"میں خود حمنہ سے بات کروں گا۔" عثمان صاحب کی پریشان آواز پر بھی وہ ویسے ہی کھڑا رہا۔

"آپ کو کیا ضرورت ہے۔ ہم نے رشتہ توڑا ہے؟ ان کی اپنی مرضی ہے۔" نیلوفر کے غصیلی آواز پر وہ بنا کچھ کہے اپنے کمرے میں آ گیا۔ کچھ دیر بعد کرن جب اندر داخل ہوئی، وہ اسی انگوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔

"تم کیا اس سے وجہ نہیں پوچھو گے؟" ضیغم نے گہرا سانس لے کر انگوٹھی پر سے نظریں ہٹا لیں۔

"کیا فائدہ۔"

"میری تو سمجھ میں نہیں آیا۔ اتنی بڑی بات تو کوئی نہیں تھی۔ تم دونوں کے درمیان چھوٹی موٹی لڑائیاں تو رہتی تھیں۔ لیکن پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا، شاید ہمیشہ تم جھک جاتے تھے۔"

وہ چپ چاپ بیٹھا تھا۔ "تمہارا شوبز کا شوق اسے برا لگتا تھا حالانکہ......" وہ بولتی جا رہی تھی۔

اچانک اس نے جھٹکے سے سائیڈ ٹیبل کی دراز کھول کر انگوٹھی کو اندر پھینک دیا اور کھڑا ہو گیا۔ کرن اس کے چہرے کے اڑتے رنگ [illegible]

"سوری باجی! مجھے پیکنگ کرنی ہے۔ آپ بھی سو جائیں۔" [illegible]

☼ ☼ ☼

"ماما! آپ نے کامی کو دیکھا تھا؟" وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ ان کے سامنے تھی۔

"ابھی تو یہیں تھا۔" فائزہ بیگم نے ٹی وی پر سے نظریں ہٹا کر جواب دیا۔

"تنگ کر کے رکھ دیا ہے اس نے مجھے۔ میرے کارڈ اٹھا کر پتا نہیں کہاں بھاگ گیا ہے۔" وہ اب متلاشی نظروں سے اسے ڈھونڈنے لگی تھی۔ "بس مجھے مل جائے۔ آج اس کی میرے ہاتھوں پٹائی ہو جائے گی۔"

"خبردار جو اسے ہاتھ لگایا پھر کیا ہوا جو تمہارے کارڈ لے لیے ہیں۔ سونے کے بنے تھے۔" ان کے ڈپٹنے پر اس نے زور سے اسے آواز دی تھی۔

"آپ کا لاڈلا تباہی مچا دے پر اسے کوئی کچھ کہے نا، اور اس کی ممی بھی اس آفت کو میرے سر پر چھوڑ جاتی ہے۔"

"پھوپھو!" اس کی چہکتی آواز پر اس نے آواز کا تعین کرنے کی کوشش کی۔

"ٹھہر جاؤ تم کامی کے بچے۔" وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگی پھر خیال آنے پر دبے پاؤں صالحہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر دبے پاؤں اندر آئی۔

"عثمان کیسا ہے اور تم ٹھیک ہو؟ میری چھوڑو، بس یہ دکھاوا ہی رہ گیا ہے ضیغم! ورنہ تمہیں اب مجھ سے پیار نہیں رہا۔" وہ جو متلاشی نظروں سے کامی کو ڈھونڈ رہی تھی۔ اپنی جگہ جم سی گئی۔ "میں تمہاری وہی دادو ہوں جس کے بل بوتے پر تم اور حمنہ لڑتے تھے، تم صرف اپنے بارے میں سوچتے ہو۔ اگر اس بوڑھی دادو کے بارے میں سوچتے تو تمہیں احساس ہوتا۔ اس دادی کی بوڑھی آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترس گئی ہیں۔ تم بہت بدل گئے ہو ضیغم!" وہ رو پڑیں تو حمنہ بے اختیار ان کی طرف بڑھی۔

"میرے مرنے سے پہلے واپس آؤ ضیغم! ورنہ میرا مرا منہ بھی دیکھنا تمہیں نصیب نہیں ہو گا۔" وہ رک گئی پھر جس طرح اندر داخل ہوئی تھی، اسی طرح باہر نکل آئی۔

ان چار سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ وہ جو بلال کی شادی سے پہلے گیا تھا تو پھر واپس پاکستان نہیں آیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد باقی کی فیملی بھی وہاں شفٹ ہو گئی۔ کرن کی امریکہ میں شادی ہو چکی تھی۔ دو سال پہلے نیلوفر کا انتقال ہو گیا تھا۔ عثمان صاحب ہر سال آتے تھے پر وہ نہ آیا۔ دادو کو ملنے کے لیے بلاتا تھا پر وہ جانے کو تیار نہیں تھیں۔

"پھوپھو! میں کب سے وہاں چھپا ہوں۔ آپ نے مجھے

پریکٹیکل

UrduPhoto.com

ڈھونڈا نہیں۔" کامی پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ اس کے سامنے آیا تو وہ سر جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کتنی بری بات ہے افضال! مجھے دیکھو، تم سے تین سال بڑا ہوں اور ہٹا کٹا پھر رہا ہوں اور تم ابھی سے بیمار پڑ گئے ہو اور یہ تمہارے دل کو کیا ہوا۔ کہیں اس اٹیک کی وجہ کسی حسینہ کی بے وفائی تو نہیں؟ کیوں فائزہ!"

"نہیں بھائی صاحب۔" ان کے بے ساختہ انداز پر سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تو وہ جھینپ کر کھڑی ہو گئیں۔

"آپ کے آنے سے رونق ہو گئی ہے تایا جی! ورنہ پاپا تو بستر سے دوستی کر کے بیٹھ گئے تھے۔" سارہ نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"بہو رانی! ہم نے کبھی غرور نہیں کیا۔" انہوں نے فرضی کالر جھاڑے تو سب مسکرا دیے۔

"اب میں اپنے بھائی اور ماں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔" انہوں نے افضال کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

"یار! جس کا اتنا پیارا پوتا ہو، اسے تو بالکل بھی بیمار نہیں ہونا چاہیے۔" انہوں نے کامی کا بازو پکڑ کر اسے گود میں بٹھا لیا۔ "میں نے اس بار ضیغم کو صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ اب کی بار میں واپس نہیں آؤں گا۔ پاکستان میں اپنے گھر میں رہوں گا، تمہاری مرضی تم یہاں رہو یا وہاں۔ کرن کو جب ملنا ہو یہاں آ جائے۔"

"آپ وہاں اکیلے رہیں گے؟ یہیں آ جائیں۔" بلال کی دعوت پر وہ خوش دلی سے مسکرائے۔

"ایک ہی بات ہے بیٹا! پھر میری بہو، یہ شرارتی سا پوتا جس کی حرکتیں میں ضیغم اور کرن کو سناتا ہوں تو وہ بھی ہنستے ہیں اور سب سے بڑھ کر میری حمنہ بیٹی یہاں ہے۔ میں نے اور کہاں جانا ہے۔"

"پھر تایا جی! ہم آپ کا سامان لے کر آ رہے ہیں، چلیں بلال۔" سارہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"نہیں بیٹی! ابھی نہیں۔ ابھی تو میں اماں کو لینے آیا ہوں۔" ... ... سے شرارتی نظروں سے اپنے بچوں ... ... بیگم نے چونک کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"... ... ؟" ... ضیغم ... بلال ...

"دراصل ضیغم بھی آیا ہوا ہے۔"

"ضیغم آیا ہے؟" صالحہ بیگم نے خوشی سے انہیں دیکھا۔ "یہاں کیوں نہیں آیا؟"

"دراصل اماں! آتے ہی اس کی طبیعت خراب ہو گئی، شاید آب و ہوا بدلی ہے اس لیے۔" ان کے نظریں چرانے پر صالحہ بیگم نے بغور دیکھا تھا۔

"اچھا، صبح اس کا فون آیا تھا۔ میں سمجھا امریکہ سے بات کر رہا ہے۔" افضال صاحب کے بتانے پر وہ ہلکا سا مسکرائے۔

"سارہ بیٹا! مجھے ذرا فون تو پکڑاؤ۔ میں اس کے کان کھینچوں۔" صالحہ بیگم کی آواز پر اس کے چہرے کے زاویے بگڑنے لگے تھے۔

"یہاں نہ آ کر کیا ثابت کرنا چاہ رہا ہے۔ جیسے یہاں اس کی بڑی پروا ہو رہی ہے۔" اس نے غصے سے اپنی چادر کا کونا مروڑنا شروع کر دیا۔

"حمنہ! زویا آئی ہے۔" وہ پہلے ہی یہاں سے اٹھنے کا بہانہ سوچ رہی تھی فائزہ کے پیغام پر تیزی سے باہر نکلی۔

"تم نے اس ہفتے کا فیشن میگزین پڑھا؟" اسے دیکھتے ہی زویا نے پرجوش انداز میں میگزین اس کے آگے لہرایا۔ جسے اس نے بے زاری سے دیکھا تھا۔

"تم جانتی ہو، میں میگزین نہیں پڑھتی۔"

"ضیغم آ رہا ہے۔" حمنہ نے غور سے اس کی شکل دیکھی جو اب داد وصول کرنے والے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے، وہ آ نہیں رہا، آ چکا ہے۔"

"تمہیں کیسے پتا؟"

"بے وقوفوں جیسی باتیں مت کرو زویا! وہ میرے تایا کا بیٹا ہے۔" زویا نے بے ساختہ دانتوں تلے زبان دبائی تھی۔

"چلو۔ چار سال بعد موصوف کو پاکستان کی یاد تو آئی۔"

"تمہارے پاس اور کوئی بات نہیں اور تمہیں کس نے یہ اطلاع دی؟" اچانک یاد آنے پر حمنہ نے اسے دیکھا۔

"اس میگزین میں عنبرین کا انٹرویو تھا ——— انٹرویو میں اس نے بتایا ہے۔ خیر یہ بتاؤ، ضیغم کو دیکھا؟ اب کیسا لگتا ہے۔" وہ پہلے ہی جلی بیٹھی تھی تڑخ کر بولی۔

"میں کیا یہاں اسے دیکھنے بیٹھی ہوں۔ جیسا بھی لگے ... بلا سے۔" اس کے تپے ہوئے انداز پر زویا نے غور ...

... دیکھا۔

... یا چھوڑو۔ یہ بتاؤ شاپنگ کا کیا ارادہ ہے؟"

... ہوں۔" وہ بیزاری سے بولی۔

... بیگم بھابھی! آپ کیوں ...

... سلام ... کا اہتمام کرنے جا رہی ہوں۔"

... کے قریب آ گئی۔

... خاص بات ہے۔"

... ضیغم آ رہا ہے۔" داور نے کہا۔

... کباب بنا لوں۔"

... " زویا نے دزدیدہ نظروں سے ...

... کر کہا۔

... میں نے اسے دیکھا ہوا ہے ...

... کا مجھے بڑا اشتیاق تھا۔ آج ...

... کچن کی طرف مڑ گئیں۔ جبکہ اس ...

"تم آئی کیسے ہو؟" اچانک وہ زویا کی طرف ...

"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔

... مطلب ہے، کس کے ساتھ ...

... کر اسے دیکھا۔

... بھائی کے ساتھ آئی تھی۔ اس ...

... بھول ہی گئی کہ وہ باہر کھڑ ...

... اور اسی تیزی سے حمنہ ...

... میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ...

... !" وہ حیرت سے بالوں ...

... اچھا بھی! میں زویا کے ساتھ جا ...

... وہ اسے کھینچتی ہوئی باہر کی ...

"اس کا سامنا کرنے سے بھاگ ...

... کھوجتی نظروں سے ...

... بغیر کار کا دروازہ کھو ...

... بجے کے قریب جس ...

... فائزہ بیگم نے جس طر ...

... گہرا سانس لے کر رہ گئی ...

... نے اس نے بلال کے کم ...

... ضیغم کا نام سن کر ...

"... ابھی بھی اچھی کر ...

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

...کا چہرہ دیکھا۔
"...چھوڑو یہ بتاؤ شاپنگ کا کیا ارادہ ہے؟"
"...ہی ہوں۔" وہ بیزاری سے بولی۔
"...بیگم بھابھی! یہ آپ کی کیوں دوڑ لگی ہے؟"
"...کھانے کا اہتمام کرنے جا رہی ہوں۔" مسکراتی ہوئی
...کے قریب آ گئی۔
"...کوئی خاص بات ہے۔"
"...ضیغم آ رہا ہے۔ داود نے کہا ہے' بریانی کے
ساتھ... شامی کباب بنالوں۔"
"..." زویا نے دزدیدہ نظروں سے ہونٹ کچلتی
...دیکھ کر کہا۔
"...ٹی وی پر میں نے اسے دیکھا ہوا ہے پر اسے فیس ٹو
فیس دیکھنے کا مجھے بڑا اشتیاق تھا۔ آج مزہ آئے گا۔" وہ مزہ
لیتی ہوئی کچن کی طرف مڑ گئیں۔ جبکہ اس کا حلق تک کڑوا
[illegible]

"تم آئی کیسے ہو؟" اچانک وہ زویا کی طرف مڑی۔
"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔
"میرا مطلب ہے' کس کے ساتھ آئی ہو؟" اس نے
...کر اسے دیکھا۔
"او بھائی کے ساتھ آئی تھی۔ اس خبر کی ایکسائٹمنٹ
میں بھول ہی گئی کہ وہ باہر کھڑے ہیں۔" وہ تیزی سے
...ہوئی اور اسی تیزی سے حمنہ نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔
"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"
"ہیں!" وہ حیرت سے بالوں کو سنوارتی حمنہ کو دیکھنے
لگی۔
"بھابھی! میں زویا کے ساتھ جا رہی ہوں۔ شام کو آؤں
گی۔" وہ اسے کھینچتی ہوئی باہر کی طرف بڑھنے لگی۔
"اس کا سامنا کرنے سے بھاگ رہی ہو؟" اس نے نظر
گھما کر کھوجتی نظروں سے خود کو دیکھتی زویا کو دیکھا اور
جواب دیے بغیر کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔
آٹھ بجے کے قریب جب واپس آئی تو داود جا چکی
تھیں۔ [illegible] اسے دیکھا تھا"
وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی۔ اپنے کمرے کی طرف جاتے
ہوئے [illegible] کر کامی کو
دیکھنا چاہا۔ پر ضیغم کا نام سن کر رک گئی۔
"[illegible] طرح لگتا
ہے۔"

"ہوں۔" سائرہ بھابھی کی تعریف کے جواب میں بلال
نے صرف ہنکارا بھرا تھا۔
"بلال! کیا تب سے ہوں ہوں کرتے جا رہے ہیں۔"
"تو کیا کروں؟"
"ایک بات پوچھوں۔"
"پوچھو۔" بلال کی تھکی ہوئی آواز سنائی دی۔
"میں جب سب کو دیکھتی ہوں۔ تایا جی کو' پاپا کو' ماما کو
آپ کو تو مجھے تو نہیں لگتا کہ آپ لوگوں میں کوئی ناراضی
ہے اور داود بتاتی ہیں کہ ضیغم اور حمنہ کی منگنی میں ان کی
پسندیدگی شامل تھی تو پھر یہ منگنی کیوں ختم کی؟"
"یہ تمہیں آج کیوں یہ بات یاد آ رہی ہے؟" بلال کا
لہجہ تلخ تھا۔
"غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ ایسے ہی آج ضیغم کو دیکھا تو
مجھے ہر لحاظ سے پرفیکٹ لگا اور پھر کوئی ناراضی بھی نہیں
اور جب بھی حمنہ سے شادی کی بات کریں' اسے برا لگتا
ہے۔ آپ کو نہیں لگتا۔ اس کے پیچھے یہ وجہ بھی ہو سکتی
ہے اور ضیغم نے بھی تو اب تک شادی نہیں کی۔"
"پلیز سائرہ! یہ کسوٹی تم کھیلو۔ مجھے نیند آ رہی ہے' میں
سونے لگا ہوں۔"
"آپ تو ہیں ہی بور شخص۔" اس شخص کے ساتھ
ساتھ اس کا ماضی بھی لوٹ آیا تھا۔ وہ گہرا سانس لیتے
ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی۔

☼ ☼ ☼

"بند کرو یہ ہائے ہائے۔" زویا کے ڈپٹنے پر اس نے برا
سا منہ بنا کر اسے دیکھا۔
"داود! یہ جو آپ کی پوتی ہے۔ اپنی حرکتوں سے کبھی
کبھی بچوں کو بھی مات کر دیتی ہے۔ بلکہ آج کل کے بچے
بھی سمجھدار ہوتے ہیں۔ کامی کو ہی دیکھ لو۔ تمہاری طرح
الٹے سیدھے کام نہیں کرتا۔ مجھے تو لگتا ہے تمہاری عقل
ٹخنوں میں رہ گئی ہے۔"
"بکواس نہ کرو۔" اس کی مسلسل چلتی زبان کو اس نے
گھور کر روکنا چاہا۔
"میں سب جانتی ہوں' یہ صرف بازار نہ جانے کے
بہانے ہیں۔"
"اور تمہیں کس نے مشورہ دیا تھا' اتنی لمبی ہیل پہن کر
اٹھلا اٹھلا کر چلو۔"

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"کتنے مبالغے سے کام لے رہی ہو۔ کب اٹھلا اٹھلا کر چل رہی تھی میں۔" اس کے الزام پر وہ تڑپ کر بولی۔

"باتیں کرنا آسان ہوتی ہیں۔ تمہارا پاؤں مڑا تو تمہیں پتا چلتا۔ دیکھو کتنا سوج گیا ہے۔" زویا نے غور سے اس کا پاؤں دیکھا جو بالکل ٹھیک نظر آرہا تھا۔

"میرا خیال ہے دماغ کے ساتھ آنکھوں کا بھی علاج کرواؤ۔" اب کی بار وہ کچھ نہیں بولی۔ ہاتھوں سے اپنے پاؤں کو دباتی رہی۔

"اب اٹھ بھی جاؤ۔ کب سے آکر بیٹھی ہوں۔ شام ہونے والی ہے دکانیں بھی بند ہو جائیں گی۔"

"اچھا ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"حمنہ! آرام سے اٹھ جاؤ ورنہ تمہارا دوسرا پاؤں میں توڑ دوں گی۔"

"جائیں گے کیسے؟" اس کی دھمکی پر وہ نیم رضامندی سے بولی۔

"اب یہ کیا کہانی ہے؟" زویا نے غصے سے اسے دیکھا۔

"بلال بھائی گھر پر نہیں۔ گاڑی ان کے پاس ہے۔"

"تو پہلے بکواس نہیں کر سکتی تھیں۔ میں نے بھائی کو واپس بھیج دیا۔" وہ افسوس کرتی ہوئی واپس بیٹھ گئی۔ صالحہ بیگم نے مسکراتے ہوئے حمنہ کو دیکھا جس کا خود جانے کا موڈ نہیں تھا۔

"خیر۔" کچھ دیر بعد زویا بولی۔ "ٹیکسی یا رکشے ختم ہو گئے ہیں۔"

"بالکل نہیں۔ میں چلنے کی پوزیشن میں نہیں۔ پہلے مین روڈ تک چل کر جاؤں پھر مارکیٹ میں پھروں۔ نابابا۔"

"نازک پری! آپ کے لیے شاہی سواری نہیں آسکتی۔ اٹھ جاؤ شرافت سے۔" زویا اسے دھمکی دے کر خود اپنا بیگ تھام کر کھڑی ہو گئی۔

"دادو! آپ بھی چلیں۔ ونڈو شاپنگ بھی ہو جائے گی اور آؤٹنگ بھی۔"

"ضرور چلتی بیٹا! پر ابھی ضیغم مجھے لینے آنے والا ہے۔"

"آپ نے تو وہاں ڈیرہ ہی ڈال لیا ہے۔ ضیغم کے آتے ہی آپ اس کے پاس ہی رہنے لگی ہیں۔"

"بس بیٹا!" حمنہ کا خراب ہوتا موڈ دیکھ کر انہوں نے مختصر جواب دیا۔ پھر گیٹ سے اندر داخل ہوتے ضیغم کو دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگیں۔

زویا نے ضیغم کو [illegible]

آنکھوں سے اشارہ کر رہی تھی۔ اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں دادو کے ساتھ ضیغم کھڑا تھا۔ دادو کے اندر بلانے پر وہ انکار کر رہا تھا۔

"کیسے ہیں آپ؟" زویا مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی تو اس کا دل چاہا اسے دو تھپڑ لگائے۔

"بڑے عرصے بعد دیکھا آپ کو۔ ماڈلنگ کیوں چھوڑ دی آپ نے؟"

"بس موڈ بدل گیا۔ دوسرے پاپا بھی اب تھکنے لگے تھے اسی لیے۔" وہ ان کی طرف دیکھ تو نہیں رہی تھی مگر ان کی آوازیں با آسانی سن سکتی تھی۔

"اچھا اجازت دیں۔ چلیں دادو؟" وہ زویا کو خدا حافظ کہہ کر دادو سے مخاطب ہوا۔

"ابھی کہاں جا رہے ہیں آپ؟"

"گھر۔" وہ مسکرایا۔

"ابھی فارغ ہیں۔"

"بالکل۔"

"ہمیں تو چھوڑ سکتے ہیں؟"

"چھوڑ دوں گا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا اور گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"حمنہ! آؤ" زویا کی آواز پر وہ رک گیا اور پھر دوبارہ پلٹا۔

"سوری زویا! اکچولی مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ مجھے ضروری کام سے آفس جانا ہے۔ میں آپ کو ڈراپ نہیں کر سکتا۔ سوری ویری سوری۔ چلیں دادو آپ کو گھر چھوڑ دوں۔" اس نے صالحہ بیگم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں اس کے دیکھنے پر وہ نظروں کا زاویہ بدل کر مڑ گئیں۔ جبکہ اس کا چہرہ بے عزتی کے احساس سے سرخ پڑ گیا تھا۔ وہ جانتی تھی اس نے ایسا کیوں کیا۔

"چلو یار! اندر چلتے ہیں۔ تم ٹھیک کہہ رہی تھیں آج مزہ نہیں آئے گا پھر کسی دن چلیں گے۔ ابھی سائرہ بھابھی کے ہاتھ کی چائے پیتے ہیں۔" زویا ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے ہوئے اسے اندر لے آئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"بس کرو بیٹا! میں اس لیے تو تمہیں لے کر نہیں آیا تھا۔" اسے مسلسل کچن میں گھسا دیکھ کر تایا جی اس کے پاس آگئے تھے۔

"بس تایا جی! تھوڑا سا کام رہ گیا۔ میں نے سوچا آج آپ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

...کھانا کھلاؤں پھر مجھے بتائیے گا، کیسا بنا۔" وہ
...کر وہیں بیٹھ گئے۔
"...جو بھی بنائے گی۔ وہ اچھا ہی ہوگا۔"
...اندر آرام سے۔ بیٹھیں تایا جی پہلے ہی آپ کی
...نہیں۔"
...ابھی سیریس نہیں کہ بستر سنبھال لوں۔ معمولی سا

"...چلیں گے؟"
"...اگر تم بھی ہو۔" وہ مسکرا کر برتن نکالنے لگی۔
...ان کے آگے رکھ کر دوسرا اپنے سامنے رکھ کر بیٹھ

"...کا ہے۔" ان کی تعریف پر وہ مسکرا کر پیالہ میں
...نے لگی۔
"آج کل تمہاری کیا مصروفیت ہے؟"
"کوئی خاص نہیں۔ سارا دن گھر میں ادھر ادھر، بلکہ کامی
...سے بڑی مصروفیت ہے۔ بھابھی اپنے کلینک
...جاتی ہیں۔ ماما، پاپا کے پاس ہوتی ہیں۔ بلال بھائی آفس
...بھی یہاں ہوتی ہیں اور جب میرے پاس ہوتی ہیں
...کے ساتھ باتوں میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا
...کامی کا کھیلنے کا موڈ ہو تو وہ اپنے ساتھ مجھے اور دادو کو
...بزی رکھتا ہے۔ کبھی میں زویا کی طرف چلی جاتی ہوں
...بھی زویا میری طرف آجاتی ہے۔" وہ پوری تفصیل
...ساتھ انہیں جواب دے رہی تھی اور بغور اسے دیکھ
...رہے تھے۔
"شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں؟"
"جی۔" وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔ وہ ان سے اس
سوال کی امید نہیں کر رہی تھی۔
"اور سوپ دوں آپ کو؟" اچانک وہ کھڑی ہو گئی۔
عثمان صاحب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا جو ان سے
نظریں ملانے سے کترا رہی تھی۔
"نہیں۔ ابھی تو پہلے والا ختم نہیں ہوا۔ تم بیٹھ جاؤ
...
"تم مجھ سے ناراض تو نہیں؟" اس نے حیرت سے
...
"کس بات سے تایا جی؟"
"...تم یہاں آنا
نہیں چاہتی تھیں۔" وہ ان کی چہرہ شناسی پر بے حد شرمندہ

ہوئی۔
"ایسی تو کوئی بات نہیں۔ میں آپ کے سامنے تو بیٹھی
ہوں۔" انہوں نے مسکرا کر اس کا چہرہ دیکھا۔
"وہ صرف اس لیے کیونکہ میں نے تم سے کہا تھا کہ
ضیغم گھر پر نہیں۔"
فون کی بیل پر اسے وہاں سے اٹھنے کا موقع مل گیا دادو کا
فون تھا وہ واپس آئی۔ لیکن لاؤنج تک پہنچتے ہی وہ رک گئی۔
"بہت بھوک لگی ہے پاپا! آج تو بڑی زبردست خوشبو آ
رہی ہے لگتا ہے آپ نے کک بدل دیا ہے۔" ضیغم کی
آواز پر وہ کچھ پریشان ہو گئی۔ اسے افسوس بھی ہوا، تایا جی
نے اس سے جھوٹ کیوں بولا کہ ضیغم شہر میں نہیں۔
"تم تو کل آنے والے تھے؟" عثمان صاحب کی آواز پر
اس کے کان کھڑے ہو گئے۔
"آنا تو کل تھا پاپا! لیکن پھر آپ کا خیال آگیا، آپ گھر پر
اکیلے ہوں گے۔"
"تم سے کہا تو تھا میں نے افضل کی طرف چلا جاؤں گا۔"
"کیا بات ہے پاپا! آپ کو میرا آنا اچھا نہیں لگا۔ مسلسل
مجھے گھورے جا رہے ہیں۔" وہ ہنس رہا تھا جبکہ وہ کشمکش
میں تھی اب کیا کرے۔
"واہ بریانی، سلاد، سوپ کیا بات ہے پاپا! اچھا ہوا میں
آگیا ورنہ اتنے اچھے کھانے سے محروم رہ جاتا۔ میری تو
بھوک ہی چمک گئی ہے۔ بس ابھی کپڑے بدل کر آتا
ہوں۔" کچھ دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے کمرے
میں جا چکا ہے وہ اندر آ گئی۔
"آؤ بیٹا!" اسے دیکھ کر عثمان صاحب مسکرائے۔
"تایا جی! اب مجھے گھر جانا چاہیے۔"
"کیوں بیٹا؟"
"ایکچوئلی تایا جی!" وہ اب ہاتھ مسل رہی تھی اس کی
سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا بہانہ بنائے لیکن وہ اس کے
تاثرات پڑھ رہے تھے۔
"ٹھیک ہے بیٹا! تم رکو۔ میں کچھ دیر میں چھوڑ آتا
ہوں۔" تب ہی وہ گنگناتا ہوا اندر داخل ہوا لیکن اس پر نظر
پڑتے ہی اس کی گنگناہٹ رک گئی تھی۔ اس نے سرعت
سے اپنی نظریں اس پر سے ہٹا کر عثمان صاحب کو دیکھا جو
اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ وہ مزید کنفیوز ہو گئی۔
"آؤ ضیغم! کھانا کھالو۔" وہ سنجیدگی سے چلتا ہوا ڈائننگ

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ٹیبل تک آیا تھا۔

"حمنہ بیٹا! ایک کپ چائے بنا دو پھر تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔" وہ خاموشی سے کچن میں آگئی۔ ان دونوں کی باتوں کی آوازاسے اندر تک آرہی تھی۔

اس کے کپ بڑھانے پر وہ مسکرائے تھے۔

"کھانا بہت مزے کا تھا بیٹا ضیغم! تمہیں کیسا لگا حمنہ نے بنایا ہے۔" اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور چمچہ رکھ کر گلاس اٹھالیا۔

"اور لو ابھی تو کہہ رہے تھے بہت بھوک لگی ہے۔"

"پیٹ بھر گیا۔" اس کے انداز پر اسے سبکی محسوس ہوئی۔ اسے اپنا وہاں کھڑا ہونا بھی مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

"بیٹا! ایک کپ ضیغم کو بھی لا دو۔"

"مجھے چائے کی طلب نہیں پاپا!"

"میں نے صرف آپ کے لیے چائے بنائی تھی۔" اس کے جواب پر اس نے ایک لمحے کو جن نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ اس کی ساری سبکی کا احساس ہوا ہو گیا۔

"چلو، تمہیں چھوڑ آؤں۔"

"پاپا!" ان کے اٹھتے ہی اس نے بے ساختہ ٹوکا "کہاں جا رہے ہیں آپ؟"

"حمنہ کو چھوڑنے جا رہا ہوں۔"

"ڈرائیور کہاں ہے؟" وہ بھی اب کھڑا ہو گیا جبکہ اس کے سوالوں سے اسے کوفت ہو رہی تھی۔

"وہ چھٹی پر ہے۔"

"آپ جانتے ہیں۔ پاپا! ڈاکٹر نے آپ کو ڈرائیو کرنے سے منع کیا ہے اور باہر اتنی سردی ہے۔ آپ کو بخار ہے۔ اگر کسی دوسرے کو احساس نہیں تو آپ ہی خود اپنا خیال کر لیں۔" اشارہ کس کی طرف تھا۔ وہ بہت اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔

"میں بلال بھائی کو فون کر لیتی ہوں۔" وہ بہت ضبط سے بولی تھی۔

"نہیں بیٹا! میں لے کر آیا تھا، میں ہی چھوڑ کر آؤں گا۔"

"پلیز پاپا!" ضیغم پھر بولا۔

"...تو وہ کیسے جا..." [illegible]

ایک لمحہ کو خاموش ہوا۔

[illegible]

مشورے پر انہوں نے حمنہ کا چہرہ دیکھا لیکن اس کا چہرہ کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں آجاتا ہوں۔"

"رکیں پاپا!" تنگ آکر وہ آگے بڑھا۔ "میں چھوڑ آتا ہوں۔" حمنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اس سے بہتر اور کیا ہو گا۔" وہ بے ساختہ خوش ہو گئے تھے۔ "جاؤ بیٹا۔" اسے کشمکش میں دیکھ کر انہوں نے اس کا کندھا ہلایا۔ "میری طبیعت واقعی خراب ہے بیٹا! ورنہ میں ضرور جاتا۔" وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی جبکہ وہ کب کا باہر نکل چکا تھا۔ جب وہ باہر نکلی، وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ وہ فرنٹ [illegible] کر بیٹھ گئی۔

"مصیبت۔ آدھی رات کو بھی چین نہیں۔" وہ بڑبڑایا لیکن اس کی بڑبڑاہٹ بھی اتنی واضح تھی جیسے اسی کو سنا رہا ہو۔ اس کا منہ بے ساختہ کھلا تھا۔

"تم نے چھوڑنے کی بات کی تھی۔ میں اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ نہیں آئی۔"

"تم بھی کسی خوش فہمی میں مت رہنا کہ مجھے تمہیں ساتھ لے جانے کا بڑا شوق ہے۔ اتنا تھکا ہوا آیا تھا۔ میں صرف پاپا کی خاطر آیا ہوں ورنہ تم میں تو دوسروں کے جذبات سمجھنے کی بھی صلاحیت نہیں رہی۔"

"جذبات ان کے سمجھے جاتے ہیں جن میں جذبات نام کی کوئی چیز ہو۔" وہ بھی دانت پیس کر بولی۔

"ہونہہ۔" وہ سر جھٹک کر خاموش ہو گیا۔ باقی سارا راستہ ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی۔

"سب کہتے ہیں 'میں نے منگنی توڑی۔ کوئی اس کو دیکھے۔" نہ جانے کیوں اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ تیزی سے باہر نکل گئی اور وہ بھی گیٹ کھلنے کا انتظار کیے بغیر گاڑی بھگا لے گیا۔ جبکہ وہ کتنی دیر تک گاڑی کی ہیڈلائٹوں کو دیکھتی رہی۔ گیٹ کے قریب آواز آئی تو وہ سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح سارے کمرے میں چکراتی پھر رہی تھی اور نظریں بار بار گھڑی پر جاتیں اور واپس آجاتیں۔

"حمنہ! ضیغم آیا؟" سائرہ کے پوچھنے پر اس نے نفی میں [illegible] ہلایا۔ تو وہ بھی پریشانی سے باہر نکل آئی۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"...بابا کی طبیعت زیادہ خراب ہو رہی ہے۔" سائرہ کے ...ی اس کی آنکھیں دھندلانے لگی تھیں۔ ضیغم کو ...ی اس کی طرف بڑھیں۔

"...کیا ہوا؟ کہاں ہیں؟" وہ پریشان انداز میں سائرہ کی طرف بڑھا۔

"...ہیں۔ بلال کو آنے میں کچھ وقت لگے گا اس لیے تم انہیں اسپتال لے جاؤ۔" سائرہ کے بات مکمل ...ی وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھا اور وہ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئی تھیں۔

"حمنہ کہاں ہے؟"

"میں یہاں ہوں بابا!" وہ تیزی سے ان کی طرف دوڑی۔

"تم رو کیوں رہی ہو میری بچی؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی تھی۔

"عثمان بھائی!" اچانک انہوں نے عثمان صاحب کو بلایا وہ ان کے دائیں طرف آ کر بیٹھ گئے۔ "حمنہ کا بہت خیال رکھیے گا میں اسے آپ کے سپرد کر رہا ہوں۔"

"ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو افضال!" انہوں نے محبت سے انہیں ڈپٹا۔ تو وہ تھکے تھکے انداز میں مسکرا دیے۔

"تم ٹھیک ہو جاؤ افضال! کیوں ایسی بدفالیں منہ سے نکال کر سب کو رلا رہے ہو۔" انہوں نے خود کو سنبھال کر اپنے بیٹے کو تسلی دی۔

"بلال نہیں آیا؟" انہوں نے دور سرخ آنکھیں لیے کھڑی اپنی بہو کو دیکھا۔

"میں نے فون کر دیا ہے بابا! بس آنے والے ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر فائزہ کو دیکھا جن کے آنسوؤں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

"چاچو! چلیں، میں آپ کو اسپتال لے جاؤں۔" کب سے خاموش کھڑا ضیغم آگے بڑھا تو وہ کتنی دیر تک خاموش نظروں سے اسے دیکھتے رہے۔ وہ بے ساختہ نظریں چرا گیا۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا!" انہوں نے دوبارہ حمنہ کا چہرہ دیکھا تھا۔ اچانک ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار پیدا ہوئے تو عثمان صاحب بے ساختہ چلائے تھے۔

"ضیغم! انہیں اسپتال لے کر جانا ہے۔" ضیغم ان کی طرف بڑھا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"بلال کو آنے دو۔"

"بلال آ جائے گا۔ افضال! تم اسپتال چلو۔" اب صالحہ بیگم نے بھی ضبط کا دامن چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے بمشکل سرگوشی میں بلایا۔ ضیغم نے زبردستی انہیں کندھوں سے تھام کر بٹھایا تھا۔

"حمنہ! بھائی کو دوبارہ فون کرو۔" وہ تیزی سے باہر نکلی۔ اس نے پریشان صورت لیے بلال کو آتے دیکھا۔ تو وہ پانی کا گلاس لینے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ پانی لے کر وہ دروازے کی طرف بڑھ ہی رہی تھی جب اندر سے آتی چیخوں کی آواز پر اس کا ہاتھ کانپا اور اگلے ہی پل وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

✡ ✡ ✡

"تمہارا شکریہ بیٹا!" کرن نے بے ساختہ ان کا چہرہ دیکھا۔

"کیسی بات کر رہی ہیں آپ چچی! مجھے چاچو کی ڈیتھ کا جتنا دکھ ہے میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ میں نے تب ہی آنے کی کوشش کی تھی لیکن فلائٹ نہیں ملی پھر جنید کی ممی کی ڈیتھ ہو گئی اور پھر جنید بیمار ہو گئے اور آتے آتے بھی مجھے چار ماہ لگ گئے۔ میں تو بے حد شرمندہ ہوں۔"

"کوئی بات نہیں بیٹا! اب تو ایک وقت بیت گیا۔ انہوں نے گہرا سانس لیا۔ تم اپنے گھر ٹھیک ہو نا؟"

"جی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"ابھی کچھ دن رہو گی؟"

"ایک ہفتے کا پروگرام تھا پر جنید کا فون آ گیا۔ کل کی فلائٹ ہے۔" انہوں نے سر ہلایا تو وہ اٹھنے کے لیے تیار ہو گئی۔

"چچی آپ اپنا خیال رکھیے گا۔ کافی ویک ہو گئی ہیں۔" وہ پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ "میں ذرا دادو سے مل لوں۔" وہ سیدھی ان کے کمرے میں آ گئی۔ عثمان صاحب اور صالحہ بیگم نے ایک ساتھ اسے دیکھا تھا۔

"آؤ بیٹا!" صالحہ بیگم کے کہنے پر وہ خاموشی سے ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"اماں جی! اپنا خیال رکھیے۔ ہم سب کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔" عثمان صاحب کے کہنے کی دیر تھی۔ ان کے آنسو پھر بہنے لگے تھے۔

UrduPhoto.com

"اب جینے کو دل نہیں کرتا بیٹا! جانے کی عمر تو میری تھی۔ وہ تو سب سے چھوٹا تھا۔" اب کی بار عثمان صاحب کچھ نہیں بولے جبکہ ان کے آنسو بستر پر گر رہے تھے۔ کرن نے پریشانی سے دونوں کو دیکھا۔

"دادو! پلیز حوصلہ رکھیں۔ آپ کی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پاپا بھی پریشان رہنے لگے ہیں۔ کل ان کی طبیعت بھی خراب ہو گئی تھی۔" صالحہ بیگم نے پریشانی سے ان کا زرد چہرہ دیکھا۔

"اپنا خیال رکھا کرو عثمان!" ان کے متفکر انداز پر وہ بے ساختہ مسکرائے تھے۔

"اماں! آپ سے ایک بات کروں۔"

"ضرور کرو بیٹا!" انہوں نے پیار سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اماں! میں چاہتا ہوں ضیغم اور حمنہ کی شادی ہو جائے۔" کرن نے چونک کر انہیں دیکھا جبکہ صالحہ بیگم نے حیرت سے۔

"اماں! میری ہمیشہ سے یہ خواہش رہی تھی۔ لیکن پتا نہیں ایسا کیوں نہیں ہوا۔ میں نے ان چار سالوں میں بار بار ضیغم سے پوچھا پر وہ کچھ بولا ہی نہیں۔ کیا حمنہ نے آپ سے کچھ کہا؟" انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے عثمان! میں نے کوشش نہیں کی ہو گی۔ بہت پوچھا پر اس نے اپنی قسم دے کر مجھے بالکل بے بس کر دیا۔ حتیٰ کہ میں ضیغم سے بھی کچھ نہیں پوچھ سکی۔"

"کیا اماں! کرن اور بلال کی وجہ سے ان دونوں میں کوئی لڑائی تو نہیں ہوئی۔" کرن ٹکر ٹکر ان کے منہ دیکھ رہی تھی۔

"نہیں عثمان! یہ مسئلہ تو تب ہی حل ہو گیا تھا اور ان بچوں نے کیا کہنا تھا کرن تو اتنی صابر بچی ہے 'اف' تک نہیں کی اس نے بس ان دونوں کے درمیان کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔"

"جو ہوا وہ گزر گیا اماں! میں اب کی بات کر رہا ہوں۔ اس دن اماں جب وہ گھر آئی تو میرا گھر گھر لگنے لگا تھا۔ بڑی دیر بعد اس گھر میں رہنے کا مزہ آیا تھا اور ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر میرے دل کو اتنا سکون ملا تھا اماں! کہ میں بتا نہیں سکتا اور پھر افضال بھی تو یہی چاہتا تھا۔"

"میں کیا کر سکتی ہوں بیٹا! یہ فیصلہ ان دونوں کا ہے۔ کیا ضیغم نے اپنی خواہش کا اظہار کیا؟" انہوں نے پوچھا۔ وہ کچھ دیر خاموش بیٹھے رہ گئے۔ واقعی ضیغم نے تو ان سے کچھ نہیں کہا تھا۔ صالحہ بیگم نے جیسے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"چاہتے ہم سب یہی ہیں لیکن بچوں نے پتا نہیں کیا سوچ رکھا ہے۔" انہوں نے عثمان صاحب کو جواب دے کر کب سے خاموش بیٹھی کرن کو دیکھا۔

"یہ میری بڑی نیک بچی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر اس کا چہرہ سہلایا جبکہ وہ مسکرا بھی نہیں سکی۔

"چلیں پاپا!" انہوں نے چونک کر کرن کو دیکھا۔

"میں آج اماں کے پاس رہوں گا۔" کرن سر ہلا کر باہر نکل آئی۔

ضیغم گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر اس نے ضیغم کو دیکھا جو اپنے دھیان میں سامنے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ اسے اس کے آنے کا بھی علم نہیں ہوا تھا۔ اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ لان کے آخری سرے پر گھٹنوں پر سر رکھے وہ یقیناً حمنہ ہی تھی۔ اس نے گہرا سانس لے کر ضیغم کو دیکھا۔

"ضیغم۔" اس کے پکارنے پر اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"پاپا نہیں آئے؟"

"نہیں۔ وہ آج دادو کے پاس رہیں گے۔" وہ سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

☼ ☼ ☼

سونے کی کوشش میں وہ نڈھال ہو گئی تھی۔ کروٹیں بدل بدل کر الگ جسم دکھنے لگا تھا۔ تنگ آ کر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سلیپر پہن کر وہ کمرے میں ٹہلنے لگی پر ضمیر کی چبھن بڑھتی جا رہی تھی۔ دادو کے کہے الفاظ تھپڑ کی طرح اپنے منہ پر لگتے محسوس ہو رہے تھے جبکہ اپنے پاپا کی خواہش ان کے الفاظ اس کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔ اسے لگا اگر وہ مزید کچھ لمحے تک خاموش رہی تو اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ ایک دم دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ دستک دے کر اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

"ضیغم! فارغ ہو۔" وہ کمپیوٹر پر بزی تھا اسے دیکھ کر اس نے نظریں اسکرین سے ہٹائی تھیں۔

"جی تقریباً فارغ ہوں آپ آئیں۔" اس نے کمپیوٹر بند کر دیا۔ "آپ سوئیں نہیں؟"

UrduPhoto.com

تھی تمہاری پاپا سے بات ہوئی؟"
آ رہی ... تھوڑی دیر پہلے ہوئی تھی۔ ان کی طبیعت پہلے
... سمجھا وہ پاپا کی وجہ سے پریشان ہے "اس
... تسلی دینے لگا۔
... میں جا رہی ہوں۔"
... تو رہنا تھا؟" وہ حیران ہوا۔
... کو لندن جانا ہے لیکن میں جلد چکر لگاؤں گی۔"
... کر گاڑی کے پاس کھڑا ہو گیا۔

مجھے تم سے ضروری بات کرنا ہے۔" وہ مڑ کر سوالیہ
... سے اسے دیکھنے لگا۔ "شادی کے بارے میں کیا سوچا
... ہے؟"
"اس میں سوچنا کیا ہے؟" وہ ہنس پڑا۔
"پاپا اب بیمار رہنے لگے ہیں ضیغم! تنہائی کبھی کبھی
... کو اندر سے گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ اتنے
... گھر میں پاپا بالکل اکیلے ہوتے ہیں۔ تم آفس کے کام
... رہتے ہو۔ تم شادی کر لو گے تو ان کی تنہائی بھی کم
... گی اور تمہارے بچے ہوں گے تو پاپا بالکل ٹھیک ہو
... گے۔"
"آپ بہت آگے کا سوچ رہی ہیں باجی!" وہ ایک بار پھر
... پڑا تھا۔
"میں سیریس ہوں ضیغم!"
"کر لیں گے شادی بھی۔ جلدی کیا ہے۔" اس نے
... سے کہہ کر باہر دیکھنا شروع کر دیا۔
"کیا شادی نہ کرنے کی وجہ حمنہ ہے؟" اس کے سوال پر
... خاموش رہا تھا۔ اس کی پشت ہونے کی وجہ سے وہ اس
... کے تاثرات دیکھ نہیں پا رہی تھی۔
"شاید۔" کچھ دیر بعد اس نے اس کی دھیمی آواز سنی۔
"آج تک مجھے اس بات کا افسوس رہا باجی! کہ اتنے
... سال میں نے اس لڑکی سے محبت کی جسے کبھی مجھ سے محبت
... تھی جبکہ مجھے ہمیشہ یہی غلط فہمی رہی کہ بے شک وہ
... نہیں کرتی لیکن مجھے چاہتی ہے لیکن میں غلط تھا
... آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ ہمیشہ میں ہی جھکتا تھا اس
... رشتہ ... مجھے اس کی کوئی بات بری
... نہیں لگتی تھی۔ اس میں بچپنا بہت زیادہ تھا۔ اسے غصہ
... بہت جلدی آتا تھا ...
... شوق تھا۔ فوراً" وہ چڑ جاتی تھی۔ میرے ساتھ کسی کو

وہ برداشت نہیں کرتی تھی اور مجھے اسے تنگ کرنے میں بڑا
مزہ آتا تھا۔ خاص طور پر عنبرین سے بہت چڑتی تھی۔
حالانکہ مجھے تو اس کے سوا کچھ اچھا ہی نہیں لگتا تھا پر وہ لڑتی
تھی۔" وہ شاید کسی پرانی بات کے یاد آنے پر مسکرا رہا تھا۔
"اسے جھکنا تو نہیں کہتے باجی! بس مجھے اس کی ہر بات
ماننا اچھا لگتا تھا۔ پھر جب بلال بھائی نے رشتہ ختم کیا تو مجھے
بہت غصہ آیا تھا لیکن ایک پل کے لیے بھی میں نے یہ
نہیں سوچا تھا کہ میں اسے چھوڑوں گا۔ اس میں اس کا کیا
قصور تھا اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ کا اور بلال بھائی کا
رشتہ نہ ہونا قدرت کو منظور نہیں تھا اور اب تو بالکل کوئی
افسوس نہیں کیونکہ جنید بھائی بہت اچھے ہیں۔ مجھے اس پر
پہلی بار غصہ تب آیا تھا۔ جب وہ آپ کی بے عزتی کرکے
گئی تھی۔ آپ کو بدقسمت اور بھی نہ جانے کیا کیا کہا تھا۔
اس نے آپ کا اتنا دل دکھایا تو کیا اسے ڈانٹنے کا بھی مجھے حق
نہیں تھا۔ تب بھی میں نے رشتہ توڑنے کا نہیں سوچا تھا۔
جب اگلے دن میرا غصہ اترا تو میں نے اسے ایک نہیں کئی
فون کر ڈالے تھے لیکن اس نے میرا ایک فون بھی ریسیو
نہیں کیا۔ پھر میں نے بھی دو دن تک اس سے کوئی رابطہ
نہیں کیا۔ ہمیشہ اس کی غلطی ہوتی تھی لیکن میں پھر بھی
اسے منا لیتا تھا۔ کیا اسے نہیں چاہیے تھا کہ مجھ سے میری
ناراضی کی وجہ پوچھتی؟ چلو کچھ نہ سہی' صرف ایک فون کر
دیتی صرف ایک فون۔ میں تو صرف اس کی ایک ہیلو کے
انتظار میں تھا۔ لیکن میری خاموشی کو اس نے پتا نہیں کیا
سمجھا' صرف اتنی سی بات پر انگوٹھی واپس بھجوا دی اور مجھے
آج تک اس بات کا افسوس ہے۔ اگر اسے مجھ سے محبت
ہوتی تو وہ کبھی ایسا نہ کرتی۔ شاید میں دوبارہ اس کے پاس چلا
جاتا لیکن آپ نے جب بتایا کہ اسے میرے کردار پر ہی
شک ہے تو میرا دل ٹوٹ گیا۔" وہ گہرا سانس لے کر اس کی
طرف مڑا جو بالکل ساکت بیٹھی تھی۔
"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" کافی دیر بعد اس نے
کرن کی روتی ہوئی آواز سنی۔
"اس میں آپ کا کیا قصور ہے؛ قصور تو میری محبت کا
ہے جو یک طرفہ تھی۔"
"تمہاری محبت یک طرفہ نہیں تھی' وہ بھی تمہیں
چاہتی تھی۔" کب سے ضبط کرتی ہوئی کرن چیخ اٹھی تھی۔
ضیغم ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔
"اس نے تمہیں کئی فون کیے تھے۔ ملنے بھی آئی تھی تم

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہے۔" اس کی آنکھوں میں اتنی حیرت اتری تھی کہ وہ نظریں جھکا گئی۔ کیونکہ اب جو سچائی وہ اسے بتانے جا رہی تھی۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر نہیں بول سکتی تھی۔

"تم دونوں کی دوری کی وجہ میں ہوں۔ ابھی تم نے کہا تھا ناکہ تم نے ایک پل کے لیے بھی نہیں سوچا کہ تم اسے چھوڑ دو گے اور یہی بات مجھے چبھتی تھی کہ کیوں؟ کیوں تم اسے اتنا چاہتے ہو۔ میرے چیخنے چلانے پر بھی تم اسے برا نہیں کہتے تھے۔ حتیٰ کہ دادو کے سمجھانے پر ممّا پاپا نے بھی بلال کو معاف کر دیا۔ میرے اندر ایک آگ لگی تھی۔ مجھے اپنے ریجیکٹ ہونے کا دکھ تھا اور میں چاہتی تھی یہی دکھ حمنہ کو بھی ملے' جب وہ ہنستی تھی تو میرا دل چاہتا تھا۔ اس کی ہنسی چھین لوں جیسے اس کے بھائی نے میری چھینی تھی۔ اس دن جب اچانک تمہارے منہ سے غصے میں نکلا کہ "اگر تم اسے چھوڑ دو تو۔" "تم نے جذبات میں یہ بات کہی تھی پر مجھے ایک راستہ مل گیا۔ میں نے اسی وقت ایک منصوبہ بنا ڈالا اور اس پر عمل پہلی بار تب کیا جب حمنہ کارڈ دینے آئی تھی۔ اسے کارڈ لے کر آنے کے لیے میں نے ہی کہا تھا۔ تاکہ اپنے منصوبے پر عمل کر سکوں۔ اس نے میری دلجوئی ہی کی تھی۔ مجھے بڑی تسلی دی تھی۔ پر میں اپنے بدلے کی آگ میں جل رہی تھی۔ میں نے تم سے ہر بات جھوٹ کہی تھی صرف تمہیں بھڑکانے کے لیے اور ویسے ہی ہوا تھا جیسا میں چاہتی تھی۔ یقیناً "تم نے اسے ڈانٹا ہوگا اور میں بھی جانتی تھی' وہ غصے کی کتنی تیز ہے اور جب وہ تم سے ملنے آئی تو میں نے اس سے کہا تم اس سے ملنا نہیں چاہتے۔ میں نے اسے تمہارے خلاف غلط باتیں کر کے بھڑکایا تھا۔ جانتی تھی کہ تمہارے معاملے میں وہ پوزیسو ہے' اسی لیے میں نے عنبرین کا نام استعمال کیا۔ میں نے اس سے کہا تم اب عنبرین میں انوالو ہو۔ انگوٹھی اس نے صرف اور صرف میرے بھڑکانے پر واپس کی تھی۔ میں نے تم سے بھی غلط بیانی کی تھی کہ وہ تمہارے کردار پر شک کرتی ہے۔ وہ تمہارے ساتھ سے شرمندہ ہے۔ اس نے مجھ سے کبھی نہیں کہا کہ وہ تمہیں پسند نہیں کرتی۔ وہ ماں باپ کے فیصلے کو نبھا رہی ہے۔ یہ بھی میں نے جھوٹ بولا تھا' یہ سب میں نے اس لیے کیا تاکہ تم [illegible] تم لوگ علیحدہ ہو جاؤ۔"

وہ ایک دم خاموش ہو گئی تھی جیسے الفاظ ختم [illegible] گئے ہوں۔ کمرے میں ایک تکلیف دہ خاموشی چھا گئی تھی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جس کی حیران نظریں اب اسے بے اعتباری سے دیکھ رہی تھیں اس کے چہرے پر اتنا دکھ تھا کہ وہ بے چین ہو کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ یہ سب مجھے کیوں بتا رہی ہیں؟"

"میں اب تھک گئی تھی۔ میرے اندر کا سکون ختم ہو گیا تھا۔ اگر میں نے تم دونوں کو دور کیا تھا تو یقین مانو ان چار سالوں میں دنیا کی ہر آسائش موجود ہونے کے باوجود مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی۔ آج جب میں نے پاپا کی باتیں سنیں اور تمہارے اور حمنہ کے بارے میں سوچا تو مجھے احساس ہوا' مجھے کس گناہ کی سزا مل رہی ہے۔"

"یہ کیا کیا آپ نے؟" اس کی آواز بہت دھیمی تھی پھر اچانک اس نے نظریں اس کے چہرے پر گاڑ دیں۔

"اتنا سب کچھ کرنے سے پہلے آپ نے ایک بار بھی میرے بارے میں' میری خوشی کے بارے میں نہیں سوچا۔ آپ جانتی ہیں' میں نے یہ چار سال کس اذیت میں گزارے ہیں۔ آپ نے نہ صرف میرے اور حمنہ کے دل کو توڑا ہے بلکہ آپ تو دو انسانوں کی بھی قاتل ہیں۔ آپ جانتی ہیں ممّا کو ہارٹ اٹیک کیوں ہوا؟ میرے دکھ کی وجہ سے۔ آپ جانتی ہیں' چاچو اتنی جلدی کیوں زندگی سے ہار گئے؟ اپنی بیٹی کے دکھ کی وجہ سے اور یہ دکھ انہیں آپ کی وجہ سے ملا اور آخری لمحوں میں انہوں نے جس طرح مجھے دیکھا تھا' میرا دل چاہتا تھا۔ خود کو شوٹ کر لوں۔" اس نے اچانک اپنے بالوں کو نوچ ڈالا۔ "پر غلطی میری ہی ہے۔ میں ہی کمزور تھا جو آپ کی باتوں میں آ گیا۔ آج آپ کی وجہ سے پاپا بیمار رہنے لگے ہیں اگر انہیں پتا چلا کہ ہماری زندگیاں برباد کرنے والی ان کی اپنی بیٹی ہے تو۔" اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"پلیز ضیغم!..." وہ روتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔

"پلیز باجی!" اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے اپنے قریب آنے سے منع کیا اور خود دیوار سے جا لگا۔

"آپ مجھ سے بڑی ہیں۔ میں آپ کی بے عزتی نہیں کرنا چاہتا۔ اس وقت بہتر یہی ہوگا' آپ میرے سامنے سے ہٹ جائیں۔"

اچانک اس کے چہرے کے تاثرات اتنے پتھریلے ہو گئے کہ اس میں معافی مانگنے کی ہمت بھی نہیں رہی کچھ دیر وہ دھندلی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر اپنے

UrduPhoto.com

…ہستے جود کے ساتھ باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

…نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ
…اسی طرح مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔
…ہیں؟" وہ جو کرسی پر دونوں ٹانگیں رکھے اس پر چہرہ
…آنکھیں بند کیے اپنے دھیان میں تھی' چونک کر
…کھول دیں۔ نظریں سامنے کھڑے شخص کے
…ٹکرائی تھیں۔ اس آواز کو وہ بہت اچھی طرح
…تھی۔ پر اسے اس انداز میں مخاطب کیے اسے ایک
…گزر گیا تھا۔ آج وہ اس کی خیریت پوچھ رہا تھا۔ اس
…شدید حیرت سے سر اٹھایا۔ اس کے چہرے پر چھائی
…کو اس نے مسکرا کر دیکھا اور اس کے سامنے رکھی
…پر بیٹھ گیا۔ جبکہ وہ اب بھی حیرت کے ساتھ اسے
…رہی تھی۔

"بہت دنوں بعد کسی بہت خوب صورت شخص کو دیکھو
…یہی حالت ہو ہی جاتی ہے۔" اس کے چہرے پر مزہ لینے
…کی کیفیت تھی۔ وہ جیسے چونک کر اپنے حواسوں میں' اپنی
…اور جھٹکے سے ٹانگیں سیدھی کر لیں۔

"میرا خیال ہے' آپ کی طبیعت خراب ہے۔ اس لیے
…یہاں بیٹھی ہیں۔"

"آپ غلط جگہ پر اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں' بہتر ہو گا
…"

"اوا او۔" اس نے بے ساختہ حمنہ کو ٹوکا تھا۔ "کیوں
…آپ کر کے میرا پارٹ فیل کرواتا ہے۔ تم تو تڑاق کر
…بات کرتی اچھی لگتی ہو۔ بلکہ مجھے تو بہت اچھی لگتی
…ہو۔" اچانک وہ میٹھے لہجے میں بول کر اسے دیکھنے لگا۔ اس
…کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"دادو اندر ہیں۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں بتا کر منہ
…دوسری طرف موڑ لیا۔

"میں صرف تم سے ملنے آیا ہوں۔" اب کی بار اس نے
…حیرانی کے بجائے … سے دیکھا۔
…یہی بات تو یہ … میں اجنبیوں سے بات نہیں کرتی'
…لا ہے میں اس وقت اکیلا بیٹھنا چاہ رہی ہوں۔"
"اچھا … کر دادی … تنہا چھوڑ دیا … کسی
…شعر کی آمد تو نہیں ہو رہی۔" وہ مسلسل مذاق کے موڈ میں

"تم جاؤ یہاں سے۔" اب وہ غصے سے بولی۔
"کہاں جاؤں؟" اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا تو اس
کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔
"جہنم میں۔"
"ایک شرط پر۔ تم میرے ساتھ چلو۔ تمہارے ساتھ تو
میں وہاں بھی جانے کو تیار ہوں۔"
وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔
"تمہاری ایک امانت ہے میرے پاس۔" پیچھے سے
آتی ضیغم کی آواز پر وہ بے اختیار رکی تھی۔ وہ اٹھ کر اس
کے قریب آگیا اور جب اس نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے
پھیلائی تو بے اختیار ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھیں
جھلملا گئی تھیں۔ سامنے وہ انگوٹھی تھی جس سے بڑی
یادیں جڑی تھیں۔ آنکھیں جھپک کر اس نے پانی کو اندر
اتارا اور گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔
"یہ اب میری نہیں۔"
"یہ ہمیشہ سے تمہاری تھی۔" اس کے الفاظ اور انداز
ایک لمحے کے لیے اسے کمزور کر گئے تھے۔
"ان سب باتوں کا اب کیا مقصد ہے؟"
"یہی کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" بات حیران
کن نہیں تھی لیکن کچھ کہنے کی کوشش میں اس کے
ہونٹ پھڑپھڑا کر رہ گئے۔ اس دوران وہ اس کے تاثرات
پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔
"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" وہ غصے سے کہتے
ہوئے اس کے پہلو سے نکل کر اندر کی طرف بڑھنے لگی۔
"تم سے محبت کرنا دماغ خراب ہونے کی پہلی نشانی
ہے۔" وہ اس کے پیچھے آرہا تھا۔
"تم اپنی سو کالڈ محبت اپنی عنبرین کے لیے سنبھال کر رکھو۔
مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں۔"
"میں نے تو اس سے کہا تھا۔ میری محبت لے لو لیکن
اس نے منع کر دیا۔ اسی لیے تو تمہارے پاس آیا ہوں۔" وہ
غصے سے اس کی طرف مڑی جو مسکراتا ہوا اس کے پیچھے
تھا۔ پھر بھاگنے کے انداز میں اندر داخل ہوئی اور دروازے
کی طرف بڑھتی سارہ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔
ضیغم نے پوچھا۔
"کیسی ہیں آپ؟"
"میں تو ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ' تمہاری طبیعت تو ٹھیک
ہے۔"

UrduPhoto.com

"کیوں؟" وہ مسکرایا۔

"نہیں۔ میرا مطلب ہے "آج بغیر داؤد کے بلاوے کے آئے ہو اور پھر مسکرا بھی رہے ہو۔ میں سمجھی طبیعت خراب ہے۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ سائرہ نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہ آپ کی نند کا موڈ کیوں خراب ہے؟" سائرہ نے اب غور سے اسے دیکھا۔ آج تو وہ اسے حیرت کے جھٹکے دے رہا تھا۔

"کیونکہ میرے کزن کا پرپوزل آیا ہے حمنہ کے لیے۔ بس اسی لیے اس کا موڈ آف ہے۔" اچانک اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔ جسے سائرہ نے بغور دیکھا تھا۔

"رشتہ اچھا ہے' اس لیے ہم آج کل میں "ہاں" کرنے کا سوچ رہے ہیں۔" سائرہ نے یہ جملہ جان بوجھ کر بولا تھا۔

"تم بیٹھو میں چائے لاتی ہوں۔"

"نہیں۔ میں چلتا ہوں۔" وہ مزید کسی بات کا موقع دیے بغیر باہر نکل گیا تو وہ مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

اسی شام کو فائزہ اس کے پاس آئی تھیں۔

"تمہارے تایا آئے ہیں۔" وہ سر ہلا کر باہر نکلنے لگی جب انہوں نے اسے آواز دے کر روک لیا۔ "وہ تمہارے اور ضیغم کے رشتے کی بات کرنے آئے ہیں۔ ہم سب کو کوئی اعتراض نہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ میں تمہاری مرضی پوچھ لوں۔ پھر کیا جواب دوں؟" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر انہوں نے دوبارہ پوچھا تھا۔

"آپ انہیں منع کر دیں۔"

"دماغ خراب ہے تمہارا؟" اچانک انہوں نے غصے سے اسے دیکھا۔

"جی۔" وہ ایک بار پھر استری اسٹینڈ کی طرف مڑ گئی۔

"حمنہ! میں تنگ آگئی ہوں تمہاری اس فضول ضد سے بس بہت ہو گیا۔ میں بھائی صاحب کو ہاں کرنے لگی ہوں۔"

"اگر آپ منع نہیں کریں گی تو میں خود جا کر منع کر دوں گی۔" اس کے ضدی لہجے پر وہ بڑبڑاتی ہوئی نکل گئیں جبکہ ان کا دل دکھانے پر اسے بہت برا لگ رہا تھا۔ وہ جانتی تھی تایا جی کو دکھ ہو گا لیکن وہ بھی مجبور تھی۔

☼ ☼ ☼

دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے سامنے دروازے کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی پھر کوئی اسے بلانے آیا ہو گا۔ اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا لیکن باہر کھڑے ضیغم کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی تھی پھر سنبھل کر پیچھے ہٹ گئی جبکہ وہ صرف چند قدم چل کر وہیں رک گیا۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب؟" وہ خاموش رہی تھی۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں حمنہ! جو ہوا ایک غلط فہمی تھی۔ میں تم سے ایکسکیوز کر چکا ہوں۔ اگر تمہیں عنبرین کی وجہ سے کوئی غلط فہمی ہے۔ تو میں اسے دور کر دیتا ہوں۔ میں تمہاری تسلی کے لیے قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میرا عنبرین سے کوئی تعلق نہیں۔ میں جو اس کی باتیں کرتا تھا، صرف تمہیں چڑانے کے لیے کیونکہ جب تم چڑتی تھیں تو مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ اس دن جو میں نے تمہیں کہا وہ میری غلطی تھی۔ بس ایک ہی غلطی کی اور تم نے اتنی بڑی سزا دی مجھے۔ منگنی توڑ دی مجھ سے ایک دفعہ پوچھا تک نہیں۔"

"میں نے منگنی توڑی۔ یہ طعنہ بن گیا ہے میرے لیے۔ میں نے یہ کیوں کیا، کبھی کسی نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ تم مجھ سے کہہ رہے ہو کہ میں تم سے پوچھتی۔ پوچھنے آئی تھی پر تم نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔"

"حمنہ میں..."

"پلیز ضیغم! اب میری بات سنو۔ اتنے سالوں سے تم مجھے جانتے تھے پھر بھی تمہیں لگتا ہے کہ میں باجی سے بدتمیزی کر کے آئی۔ اتنا اعتماد تھا تمہیں۔ اگر باجی مجھے نہ بتاتیں تو میں تو اسی غلط فہمی میں رہتی کہ تم صرف مجھے چاہتے ہو اور تم پوچھنے کی بات کر رہے ہو تو جب منگنی کی انگوٹھی میں نے واپس کی تھی' تم تب مجھ سے پوچھتے حمنہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ پر نہیں اس کے بعد چار سال تم نے کبھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی اور جب آئے تو کیسا رویہ تھا تمہارا میرے ساتھ۔ جیسے میں کوئی ناپسندیدہ شخصیت ہوں تمہارے لیے اور اب اچانک تمہیں یاد آگیا۔ میں تمہاری محبت ہوں۔ تمہاری منگیتر ہوں؟" وہ اب رو پڑی تھی۔

"میں نے کہا نا حمنہ! مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔"

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ اس لیے بہتر ہو گا تم مجھ سے اس موضوع پر کوئی بات نہ کرو۔" اس کے دوٹوک انداز پر وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"تمہاری کمزوریوں کی وجہ سے آج حالات خراب ہوئے

غلطی کو سمجھ چکا ہوں اس لیے چاہتا ... اپنی ... پہلے ہم اپنی خوشیاں حاصل ... اپنی غلط فہمیوں سے باہر نکلنا ہو ... تم جانتی نہیں تم کیا کھو رہی ہو۔ ... باوجود تم میرا اعتبار نہیں کر رہیں ... نہیں اب کوئی وضاحت نہیں دوں گا ... فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ... تمہاری آنکھوں کے سامنے ... نہیں کر سکا لیکن فیصلہ کرتے وقت ... تمہاری زندگی کا پچھتاوا اپنے زندگی میں ... نکل گیا تھا جبکہ اس کے سامنے کا منظر ...

☼ ☼ ☼

... کی نظریں کب سے اس پر جمی ... صوفے کی بیک سے ٹیک لگا ... پاکستان آئی تھی۔ اس نے ایک ... کیا تھا کہ اس کے بلانے پر ... دروازہ کھلنے پر جہاں وہ سید ... کھول کر دروازے کی ... ضیغم کا دوست تھا۔ ... صاحب کی رپورٹ چیک ... اب بالکل ٹھیک ہیں۔ ... ہو اور اپنا حلیہ ٹھیک کرو۔ ... لگتے ہو۔" وہ اس کے بکھرے ... انداز میں مسکرا دیا۔ ... "اور باجی! آپ ان دونوں کا ... ضیغم بھی ... مسکرا ہی سکی تھی۔ ... نے گہرا سانس لیا۔ بستر ... بات اور اس کے بھائی کے ... لیکن اس انکار کی ذمہ دار وہ ... کیا کرنا ہے۔

☼ ☼ ☼

"آپ؟" اسے دیکھ کر ... پھر سنبھل کر مسکرائی۔ ... "تایا جی ٹھیک ہیں۔" ... "ہاں۔ شام کو گھر آ ...

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

...اپنی غلطی کو سمجھ چکا ہوں اس لیے چاہتا ہوں کہ ... سے پہلے ہم اپنی خوشیاں حاصل کر لیں۔ ... تم اپنی غلط فہمیوں سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہ... نہیں تم کیا گنوا رہی ہو۔ میرے ... تم جانتی ہو ... کے باوجود تم میرا اعتبار نہیں کر رہیں تو ٹھیک ہے۔ ... میں اب کوئی وضاحت نہیں دوں گا۔" اس کا لہجہ ... فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مجھے ... تمہاری آنکھوں کے سامنے چھائی دھند کو ... سکا لیکن فیصلہ کرتے وقت دل کو آگے رکھنا ... ساری زندگی کا پچھتاوا اپنے زندگی میں لکھ لو گی۔" وہ ... نکل گیا تھا جبکہ اس کے سامنے کا منظر دھندلا گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

کرن کی نظریں کب سے اس پر جمی تھیں جو آنکھیں ... صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ وہ جب ... پاکستان آئی تھی۔ اس نے ایک بار بھی اسے مخاطب ... کیا تھا حتیٰ کہ اس کے بلانے پر بھی کوئی جواب نہیں ... تھا۔ دروازہ کھلنے پر جہاں وہ سیدھی ہوئی وہیں اس نے ... آنکھیں کھول کر دروازے کی طرف دیکھا تھا۔ آنے ... والا ڈاکٹر، ضیغم کا دوست تھا۔

عثمان صاحب کی رپورٹ چیک کر کے وہ اس کی طرف ... ہوا تھا۔

"انکل اب بالکل ٹھیک ہیں۔ تم شام کو انہیں گھر لے جا سکتے ہو اور اپنا حلیہ ٹھیک کرو۔ انکل سے زیادہ تو تم مجھے بیمار لگتے ہو۔" وہ اس کے بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیر کر بولا تو ... پھیکے انداز میں مسکرا دیا۔

"اور باجی! آپ ان دونوں کا خیال رکھیے گا۔" وہ بس مسکرا ہی سکی تھی۔ ضیغم بھی اس کے ساتھ باہر نکل گیا تو کرن نے گہرا سانس لیا۔ بستر پر لیٹے اس کے باپ کی یہ حالت اور اس کے بھائی کے نڈھال وجود کی وجہ حمنہ کا انکار تھا لیکن اس انکار کی ذمہ دار وہ تھی۔ وہ جانتی تھی اب اسے کیا کرنا ہے۔

☼ ☼ ☼

"... آپ ..." وہ ... حیران ہوئی تھی ... آئیے نا۔" پھر سنبھل کر مسکرائی۔

"... تایا جی ..." ... "ہاں۔ شام کو گھر آ رہے ہیں۔" وہ اب صوفے پر بیٹھ ...

گئی تھی۔ حمنہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"تم نے انکار کیوں کیا حمنہ؟" وہ فوراً اصل بات کی طرف آئی۔ وہ جواب دینے کے بجائے نظریں چرا گئی۔

"تم جانتی ہو۔ ضیغم تمہیں کتنا چاہتا ہے اور تم اپنی فیلنگز بھی جانتی ہو۔"

"پلیز باجی! اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ میرے انکار کی وجہ آپ جانتی ہیں' سب کچھ آپ کے سامنے ہوا تھا۔"

"جو ہوا تمہاری نظر کا دھوکا تھا۔ جو میں نے تمہیں دیا۔" حمنہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ کرن نے گہرا سانس لے کر خود کو ایک اور انسان کی نظروں میں گرانے کا فیصلہ کیا۔

"جب بلال نے مجھ سے شادی سے انکار کیا تو مجھے زندگی میں سب سے زیادہ بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا تمہاری ہر خوشی چھین لوں کیونکہ تم بلال کی بہن۔ لیکن اس کے باوجود بلال نے مجھے ریجیکٹ کیا ضیغم کی تمہارے لیے چاہت میں کوئی کمی نہیں آئی اور میری انا زخمی سانپ کی طرح اپنا بدلہ پورا کرنے کے لیے مچل رہی تھی۔ اس لیے میں نے تم دونوں کی لڑائیوں کا فائدہ اٹھایا۔ میں جانتی تھی۔ ضیغم اور تم غصے کے تیز ہو۔ اس دن میں نے جان بوجھ کر کارڈ دینے کے لیے تمہیں بلوایا تھا تاکہ میں ضیغم سے کہہ سکوں کہ تم میری بے عزتی کرنے آئی تھیں مجھے نیچا دکھانے۔ اس دن ضیغم نے تم سے جو بھی کہا میرے بھڑکانے پر اور پھر جب تم بار بار گھر فون کر رہی تھیں مجھے معلوم ہو گیا تھا تمہارا ضیغم کے موبائل پر رابطہ نہیں ہو رہا پر تم کرو گی ضرور' لہٰذا جب وہ گھر آیا تو میں نے بہانے سے اس کا موبائل رکھ لیا۔ تمہاری کال میں نے کاٹی تھی اور ساری کالز ڈیلیٹ کر دیں تاکہ ضیغم کو پتا نہ چلے اور اس دن جب تم گھر آئی تھیں تب بھی میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا۔ ضیغم گھر پر نہیں تھا بلکہ وہ اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ میں جانتی تھی۔ تمہیں ضیغم کا شوبز میں جانا پسند نہیں۔ ضیغم اکثر تمہیں چھیڑنے کے لیے عنبرین کا نام لیتا تھا اور تم اس سے چڑتی تھیں میں نے اس بات کا فائدہ اٹھایا۔ میں جانتی تھی اب تم اس سے رابطہ نہیں کرو گی' لیکن ضیغم کی طرف سے مجھے خدشہ تھا۔ اس لیے میں نے اسے مزید تمہارے خلاف بھڑکا دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم ا۔ اسے نہیں چاہتیں۔" بات کے اختتام

تک اس کا سانس پھول چکا تھا جیسے وہ میلوں کی مسافت طے کر کے آئی ہو۔ اس نے نظر اٹھا کر حمنہ کا چہرہ دیکھا جو دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"یہ باتیں میں ضیغم کو بھی بتا چکی ہوں اور جانتی ہوں اس نے تمہیں نہیں بتایا ہو گا۔ وہ لاکھ مجھ سے ناراض ہے لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہے گا کوئی مجھے برا سمجھے۔ پر میں بری ہوں میرے دل و دماغ پر میرے گناہ کا بوجھ بہت بڑھ گیا تھا۔ تمہارا انکار تمہاری اور ضیغم دونوں کی زندگی برباد کر دے گا۔ پاپا اور ضیغم دونوں کو تمہاری ضرورت ہے حمنہ! سچ تمہارے سامنے ہے' اس لیے واپس لوٹ آؤ۔ تمہاری طرح وہ بھی دھوکے میں مارا گیا تھا۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا اگر تم معاف کر سکو تو اور ضیغم سے کہنا' وہ بھی مجھے معاف کر دے۔" وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی اٹھ کر چل دی۔ جبکہ وہ ساکت بیٹھی تھی۔

☼ ☼ ☼

"حمنہ بیٹا! کچھ تو بولو۔ کیوں ایسے رو کر مجھے ہولا رہی ہو۔" پچھلے پانچ منٹ سے وہ ان کی گود میں سر رکھے روئے جا رہی تھی۔ اب تو انہیں گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی تھی۔ انہوں نے زبردستی اس کا چہرہ اونچا کیا جو بے تحاشا سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"بیٹا! ہوا کیا ہے؟" انہوں نے اس کے بال سنوار کر پچکارا تو وہ اب ان کے کندھے سے لگ کر رونے لگی۔

"دادو! میں بہت بری ہوں۔ میری وجہ سے تایا جی کی ایسی حالت ہوئی۔"

"نہیں بیٹا! ایسی کوئی بات نہیں۔" انہیں ایک پل کے لیے حیرت ہوئی لیکن اس کی حالت کے پیش نظر انہیں اس کو تسلی دینا پڑی۔

"مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی۔ آپ سب کو بتا دیں اور تایا جی کو کہہ دیں۔ میں صرف ان کی بیٹی ہوں بس۔" وہ ایک بار پھر زور زور سے رونے لگی جبکہ اب کی بار صالحہ بیگم خوشگوار حیرت سے مسکرائی تھیں۔

UrduPhoto.com

☼ ☼ ☼

"کرن! جنید کب آ رہا ہے؟"

"کل میری بات ہوئی تھی ان سے۔ ... کہہ رہے تھے تین تاریخ تک پہنچ جائیں گے۔" فائزہ نے ... بتایا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"اور تیاری کہاں تک پہنچی؟" سائرہ کے سوال پر اس نے بے ساختہ کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"مت پوچھیں بھابھی! شادی کی تیاری کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ میں تو گھن چکر بن کر رہ گئی ہوں۔ پاپا کو تو گھر کی سیٹنگ کی فکر لگی ہے۔ میری بہو کو یہ پسند ہے وہ پسند ہے' یہ رنگ وہ رنگ' حمنہ کو زبردستی دو تین بار لے گئی تھی کہ اپنی پسند کا لے لو اور یہ دولہا' یہ تو بالکل کو نکا ہو گیا ہے۔ اس سے کہا بھی تھا کہ حمنہ کو لے جا کر لہنگا پسند کر آؤ۔" کرن نے اب کافی سے کھیلتے ضیغم کو گھورا۔

"چلا جاؤں گا۔" سب کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا کر وہ ہنس پڑا تھا۔

"ہمارے ہاں بھی یہی حال ہے پر میں بلال اور حمنہ کو زبردستی گھسیٹ لیتی ہوں دونوں بہن بھائی بڑے بور ہیں۔" سائرہ کے ناک چڑھانے پر بلال اور عثمان صاحب ہنس پڑے تھے۔

"لو میری بیٹی چائے بھی لے آئی بنا! میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا تم کسی اور کو کام کرنے دیا۔ تم مت کیا کرو۔" عثمان صاحب کے ڈانٹنے پر وہ مسکرا کر چائے بنانے لگی۔

"پاپا کو اپنی بہو کی کتنی فکر ہے اور وہ جو بیٹی سارا دن بازاروں میں خوار ہوتی ہے' اس کا کیا؟"

"تم تو میری سب سے پیاری بیٹی ہو۔" کرن کی شکایت پر صالحہ بیگم نے اسے ساتھ لپٹا لیا تو وہ مسکرا دی۔

"چائے میں چینی کتنی ڈالوں؟" اس نے ضیغم سے پوچھا۔

"ایک۔" وہ جواب دے کر پھر کافی سے باتیں کرنے لگا۔ کچھ دیر تک وہ ہونٹ چباتی رہی پھر رہا نہیں گیا تو اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"حلوہ دوں۔"

"نہیں۔" وہ رونے والی ہو گئی۔ وہ سب اپنی باتوں میں مگن تھے' وہ غیر محسوس طریقے سے وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گئی لیکن صالحہ بیگم نے اسے باہر جاتے دیکھ لیا تھا' وہ بھی کھڑی ہو گئیں۔

"ضیغم!"

"جی۔" اس نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔

"یہاں آؤ۔" وہ سب پر ایک نظر ڈال کر ان کی طرف آ گیا۔ "کیا تکلیف ہے تمہیں؟"

وہ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔

"تنگ کر رہے ہو میری بیٹی کو' کتنے دن سے میں دیکھ رہی ہوں وہ جب تمہیں مخاطب کرتی ہے' بڑی مشکل سے ایک آدھ لفظ بولتے ہو۔ کڑھ کڑھ کر دیکھو اس نے کیا حالت کر لی ہے۔"

"آپ کی پوتی نے بھی مجھے بڑا تنگ کیا ہے۔ اب کچھ تو اس کو بھی منانا ہے۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" انہوں نے غصے سے اسے

"اس کی کتنی پروا ہے آپ کو۔"

"تمہاری بھی ہے۔" انہوں نے اسے باہر کی طرف دھکیلا تو وہ ہنستا ہوا لان کی طرف آ گیا۔ جہاں وہ کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کے کھنکھارنے پر اس نے سر اٹھایا اور خود بھی کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ حیران ہو گیا۔

"میں جانتی ہوں۔ تم مجھ سے ناراض ہو۔ میں نے بھی تمہاری بات کا یقین نہیں کیا۔ تم سے بدتمیزی بھی کی پر تم سے سوری بھی تو کر رہی ہوں۔"

"رونا بند کرو۔" اس کا رونا اسے برا لگ رہا تھا۔ حمنہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دونوں ہاتھوں سے آنکھیں صاف کر لیں۔

"اب بولو۔"

"میں جانتی ہوں میری غلطی ہے پر تم مجھے حقیقت بتا دیتے تھے۔"

"میں بار بار تمہارے پاس نہیں آیا تھا؟"

"لیکن تم نے مجھے سچ نہیں بتایا۔ حالانکہ تم جانتے تھے۔"

"کیا بتاتا کہ میری بہن نے کھیل کھیلا ہے ہمارے ساتھ۔" وہ تلخ لہجے میں بولا تو وہ بھی خاموش ہو گئی۔

"غلطی ہماری ہی ہے۔ جس کا فائدہ اٹھایا گیا تھا۔" وہ گہرا سانس لے کر بولا "اور پھر میں نہیں چاہتا تھا' باجی کا امیج تمہاری نظر میں خراب ہو۔"

"ٹھیک ہے ضیغم! انہوں نے غلط کیا ہے۔ لیکن اگر تم مجھے سب بتا دیتے تو میں کیوں سب کو بتاتی۔" اس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"جانتا ہوں پر اب جو ہونا تھا ہو گیا لیکن تم کسی سے یہ بات مت کہنا۔"

"تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے تو دادو کو بھی نہیں بتایا۔ وہ میری بھی باجی ہیں۔"

"باجی کی کچھ لگتی' میری بات کا یقین نہیں کیا۔ باجی نے ایک بار بتایا تو فوراً 'ہاں' کر دی۔" اچانک یاد آنے پر وہ غصے سے بولا تو وہ سر جھکا گئی۔

"سوری' آئندہ میں تمہیں شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔" اس کی اتنی فرمانبرداری پر اس کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"ٹھیک ہے اور سنو' کتنے سالوں سے میں تمہارے نخرے اٹھا رہا ہوں۔ لیکن شادی کے بعد ہمارے درمیان جب بھی لڑائی ہو گی مجھے منانے کی ذمہ داری تمہاری ہو گی۔" اس کے حکم پر اس نے غور سے اسے دیکھا۔

"کیوں شادی کے بعد تمہیں سرخاب کے پر لگنے والے ہیں۔" وہ تنک کر بولی۔

"میں تمہارا شوہر ہوں گا۔"

"آہاہا' شوہر ہوں گا۔" اس نے نقل اتاری "منہ دھو رکھو اپنا۔"

"ورنہ۔" اس کے غصے سے چھیڑنے پر اس نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ کو روکا تھا۔ جبکہ وہ روہانسی ہو گئی۔

"تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ میں اندر جا کر تایا جی اور دادو کو بتاتی ہوں۔" ضیغم نے ایک دم اس کا ہاتھ تھاما۔

"پھر وہی بات' بات ہم دونوں میں ہے' تیسرے کو کیوں درمیان میں لا رہی ہو۔" حمنہ نے زبان دانتوں تلے دبالی۔

"سوری۔"

"چلو' تمہیں لہنگا دکھاؤں جو میں نے پسند کیا ہے۔ تمہیں اگر پسند آئے تو وہی لے لینا۔" وہ اسے گاڑی کی طرف لے جانے لگا۔

"پر اندر تو بتا دو۔" وہ ایک ساتھ مڑے تھے۔ دروازے میں کھڑی صالحہ بیگم کو دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

"دادو ہم جا رہے ہیں۔" وہ ان سے کہہ کر اس کا ہاتھ پکڑے گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا جبکہ وہ "رکو' رکو" کہتی اس کے ساتھ کھنچی جا رہی تھی۔ انہوں نے مسکراتی نظر باہر نکلتی گاڑی پر ڈالی اور ان کی لمبی خوشیوں کے لیے دعا کرتے ہوئے اندر کی طرف مڑ گئیں۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com